عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۲۷ | ۲۱ تا ۳۰/ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۴ تا ۳۱/ جولائی ۲۰۰۸ء | شمارہ: ۲۸

واقعہ معراج
قرآن و سُنت کی روشنی میں

ناموسِ رسالت کے گستاخوں کی سرپرستی

قادیانیت
منکرِ اسلام کی تحریروں کے آئینہ میں

بلوچستان پر قادیانیت کی یلغار

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

اپنی تقدیر کیونکر بدلی جائے؟

فیضان عادل، راولپنڈی

س:.... انسانی زندگی میں تقدیر اور قسمت کا کتنا عمل دخل ہے؟ اور قسمت کو کیسے بہتر بنایا جائے تاکہ پریشانی اور مصائب سے چھٹکارا حاصل ہو؟ میرا شوہر کافی عرصے سے بے روزگار ہے، جس کے باعث گھر میں معاشی تنگی ہے، اس کو بدلنے کے لئے کوئی دعا یا وظیفہ بتلائیں؟

ج:.... انسان کی تقدیر اور قسمت میں کیا لکھا ہوا ہے کسی کو معلوم نہیں ہے، اس لئے انسان کو چاہئے کہ وہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کے نہ بیٹھے بلکہ اسباب و وسائل اختیار کرے اور دعاؤں کا اہتمام کرے، عین ممکن ہے کہ اس کی قسمت اور تقدیر میں یہی لکھا ہوا ہو کہ اس شخص نے اگر ذکر اذکار اور دعاؤں کا اہتمام کیا یا فلاں فلاں اسباب اختیار کرے گا تو اس کی تقدیر بدل جائے گی۔ لہٰذا اسباب و وسائل اختیار کرنے اور دعاؤں کے اہتمام سے غفلت نہیں کرنی چاہئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اسباب و وسائل اور دعاؤں کو ترک کرکے اپنی تقدیر کو خراب نہ کر بیٹھیں، تاہم اس کے باوجود جو کچھ نتائج و ثمرات نکلیں اس کو تقدیر سمجھا جائے۔

مولانا سعید احمد جلال پوری

قضا نمازوں کا اندازہ کیسے کریں؟

منیزہ ممتاز، کراچی

س:.... میں نے ۱۹ سال کی عمر میں نماز پڑھنی شروع کی، جو نمازیں میں نے قضا کی ہیں، ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ قضا نمازیں پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟

ج:.... اگر آپ کو بالغ ہونے کی عمر یاد ہو تو اس وقت سے ۱۹ سال تک جو نمازیں رہ گئی ہیں ان کو قضا کیا جائے، اور اگر بلوغت کا سن یاد نہیں ہے تو اپنے آپ کو ۹ سال کی عمر سے بالغ سمجھیں اور اس وقت سے ۱۹ سال تک کی عمر کی نمازیں قضا کریں۔

مروجہ قرآن خوانی

شاہ زیب، انگلینڈ

س:.... اکثر لوگ اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کرتے ہیں، کیا اس کے لئے کوئی وقت یا دن مقرر ہے؟

ج:.... ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی ضرور کی جائے، مگر اس کے لئے کوئی خاص دن اور تہوار مقرر کرنے کا کہیں کوئی ثبوت نہیں ہے، بلکہ قرآن خوانی کی مروجہ شکل اپنانے سے بہتر یہ ہے کہ گھر کے افراد مل کر خود قرآن خوانی کرلیں، یا پھر میت کے عزیز و اقارب انفرادی طور پر قرآن پڑھ کر میت کو ثواب پہنچائیں، کیونکہ میت کے متعلقین اور قریبی عزیز جس اخلاص اور محبت سے پڑھیں گے ظاہر ہے دوسرے حضرات اس طرح شوق و محبت سے نہیں پڑھیں گے بلکہ عین ممکن ہے کہ دوسرے لوگ محض شرما شرمی قرآن پڑھیں یا وقت گزاری سے کام لیں اور محض اس لئے قرآن خوانی کی مجلس میں آجائیں کہ ہمارے فلاں عزیز کے موقع پر یہ لوگ آئے تھے، اس لئے ہمارا جانا بھی ضروری ہے، یا اگر ہم ان کی قرآن خوانی میں نہ جائیں گے تو کل کلاں یہ لوگ بھی ہمارے ہاں نہیں آئیں گے، ظاہر ہے اگر کسی کی یہ نیت ہوگی تو اس کو ثواب کیونکر ملے گا؟ اور جو خود ثواب سے محروم ہوگا وہ میت کو کیا ایصال ثواب کرے گا؟

بغیر وضو تلاوت

کلیم اللہ، کراچی

س:.... بغیر وضو تلاوت کے بارے میں کیا حکم ہے؟ نیز بغیر وضو کے قرآن کریم کو ہاتھ لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

ج:.... بغیر وضو کے زبانی تلاوت کرنا جائز ہے، البتہ قرآن کریم کو بغیر وضو کے ہاتھ لگانا ناجائز ہے۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۷ — ۲۱تا۳۰/رجب المرجب ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۴تا۳۱/جولائی ۲۰۰۸ء — شمارہ:۲۸

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

کمپوزنگ
محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

ناموسِ رسالت کے گستاخوں کی سرپرستی	۴	مولانا سعید احمد جلال پوری
واقعۂ معراج... قرآن وسنت کی روشنی میں	۹	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
قادیانیت... مفکرِ اسلام کی تحریروں کے آئینہ میں	۱۴	مولانا محمد خالد ندوی
سزائے موت	۱۸	خورشید ندیم
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا	۱۹	مولانا محمد ازہر
قادیانیوں کی موجودہ سرگرمیاں اور ہمارا کردار!	۲۱	سیّد احمد حسین زید
بلوچستان پر قادیانیت کی یلغار	۲۳	مولانا اللہ وسایا
خبروں پر ایک نظر	۲۴	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زرِ تعاون بیرونِ ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷-۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ادارہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

ناموس رسالت کے گستاخوں کی سرپرستی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

پی پی پی کو بڑے دنوں بعد لیلائے اقتدار سے ہم آغوش ہونے کی ’’سعادت‘‘ اور خوشی نصیب ہوئی ہے۔ خدا کرے اسے وصلِ محبوب کی خوشیاں راس آئیں اور وہ اس موقع پر شادی مرگ کا شکار نہ ہو، مگر ان کے بڑوں کے انداز و اطوار سے شدت سے اس بات کا شدید احساس ہونے لگا ہے کہ وہ بدترین بدحواسی کا شکار ہیں۔ اس لئے اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ کہیں ان کو سوئے ہضم کا عارضہ نہ لگ جائے، اور وہ اپنی ساکھ بنانے یا اپنا مورال بلند کرنے کے شوق میں اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی نہ مار بیٹھیں۔ چنانچہ گزشتہ کچھ دنوں سے ان کے کئی ایک اقدامات اس اندیشے کو تقویت پہنچا رہے ہیں، مثلاً:

وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے اپنی ’’مظلوم‘‘ لیڈر اور پی پی پی کی شریک چیئرپرسن بے نظیر بھٹو کی سالگرہ کے موقع پر عوام کو اس کی سالگرہ کا تحفہ دیتے ہوئے یہ اعلان کیا ہے کہ:

’’اسلام آباد (نمائندہ جنگ/اے پی پی) شہید بینظیر بھٹو کی ۵۵ ویں سالگرہ کے سلسلے میں ملک بھر میں مختلف تقریبات کا اہتمام کیا گیا، پارٹی کارکنان و دیگر افراد نے پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین آصف علی زرداری کی اپیل پر خون کے عطیات دیئے، شہید قائد کو قومی اسمبلی میں زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا، آصف زرداری، یوسف رضا گیلانی، قائم علی شاہ، نثار کھوڑو و دیگر نے گڑھی خدا بخش میں مزار پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی و قرآن خوانی بھی کی، وزیراعظم نے قومی اسمبلی میں خطاب کرتے ہوئے قیدیوں کی سزائے موت عمر قید میں تبدیل کرنے کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ اس کی سمری صدر کو بھجوادی جائے گی، انہوں نے کہا کہ یہ بینظیر شہید کی سالگرہ کا بہترین تحفہ ہے، اس موقع پر انہوں نے فاٹا میں شہید ہونے والوں کے بچوں کے لئے بینظیر ٹرسٹ قائم کرنے کا اعلان بھی کیا۔ تفصیلات کے

مطابق پیپلز پارٹی کی رہنما محترمہ بینظیر بھٹو شہید کا ۵۵واں یوم پیدائش روایتی جوش وخروش اور عقیدت واحترام سے منایا گیا.... انہوں نے کہا کہ اڈیالہ جیل ہمارا دوسرا گھر ہے، آج اس دن کی مناسبت سے اعلان کرتا ہوں کہ تمام قیدیوں کو سزا میں تین ماہ کی رعایت دی جائے۔ سنگین جرائم میں ملوث قیدیوں کو یہ رعایت نہیں ملے گی، اس کے علاوہ وزارت داخلہ کو ہدایت دی جارہی ہے کہ وہ صدر مملکت کو سمری روانہ کریں کہ تمام سزائے موت پانے والے قیدیوں کی سزا عمر قید میں بدل دی جائے۔“ (روزنامہ جنگ کراچی ۲۲/جون ۲۰۰۸ء)

اگرچہ انہوں نے اپنے اس اعلان اور ”تحفہ“ میں اس بات کی وضاحت کردی ہے کہ: ”سزائے موت کی عمر قید میں تبدیلی“ کے اس اعلان کا فائدہ سنگین جرم کے مرتکب افراد واشخاص کو نہیں ہوگا... تاہم انہوں نے اس کی وضاحت نہیں فرمائی کہ ان کے ہاں سنگین جرائم کا معیار کیا ہے؟ اور وہ کن کن جرائم کو سنگین جرائم سمجھتے ہیں؟ اور کون کون سے مجرم اس دائرہ میں آتے ہیں اور کون کون سے اس دائرے میں نہیں آتے؟ اگر وہ اس کی وضاحت کردیتے تو بہتر ہوتا، تاہم اس ابہام واجمال سے جہاں قانونی پیچیدگیاں پیدا ہوں گی، وہاں قرآن وسنت کی رو سے ان کا یہ اعلان محل نظر ہے۔

الف:......سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلام نے جن جرائم میں سزائے موت مقرر کی ہے، وہ حدود وقصاص کے دائرے میں آتے ہیں اور حدود وقصاص میں کسی فرد، افراد اور بڑے سے بڑے انسان حتی کہ کسی حکمران اور بادشاہ کو اس میں کسی قسم کی کمی وزیادتی اور ترمیم وتنسیخ کی اجازت واختیار نہیں ہے، یہاں تک کہ حدود وقصاص کے معاملات میں سفارش کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برداشت اور گوارا نہیں فرمایا، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ قریش کے قبیلہ بنومخزوم کی ایک خاتون نے چوری کی، اس کا کیس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر حد سرقہ ...ہاتھ کاٹنے... کا فیصلہ فرمایا، قریش کو اس سے بہت پریشانی ہوئی، انہوں نے چاہا کہ اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرکے اس سزا میں کوئی تخفیف کرادے، تاکہ یہ خاتون اس سزا سے اور ہم بدنامی سے بچ جائیں، سوال یہ ہے کہ یہ کام کون کرے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ کام حضرت اسامہ بن زیدؓ ہی کرسکتے ہیں، کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بات کو رد نہیں کریں گے، چنانچہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں بات کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شدید ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم حدود اللہ میں سے ایک حد کی تبدیلی کے بارہ میں سفارش کرتے ہو؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے، خطبہ دیا اور فرمایا: لوگو! تم سے پہلے والے اس لئے گمراہ ہوئے کہ جب ان میں کا کوئی معزز چوری کرتا تو وہ اس کو چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمتر چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے تھے، اللہ کی قسم! اگر اس مخزومی خاتون کی جگہ میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹتا۔“

(صحیح بخاری، ص:۱۰۰۳، ج:۲)

دیکھئے! نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم جو صاحب شریعت نبی ہیں اور ان کا ہر قول وفعل شریعت ہے، اگر انہیں چوری کی سزا کے معاملہ میں تبدیلی اور ترمیم وتنسیخ گوارا نہیں یا دوسرے الفاظ میں ان کو اس کا اختیار نہیں تو دنیا کے کسی نام نہاد بڑے کو کیونکر اس کا اختیار ہوگا؟

ب:......اسلام نے جن جرائم میں سزائے موت تجویز فرمائی ہے، وہ مندرجہ ذیل ہیں: قتل عمد، ارتداد، شادی شدہ مرد وعورت کا زنا کرنا، محاربہ یعنی سرعام مال لوٹنا اور قتل کرنا اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی بھی مقدس نبی کی توہین وتنقیص کا ارتکاب کرنا، ان تمام جرائم میں سے صرف قتل عمد ہی ایسا جرم ہے جس میں شریعت نے مقتول کے ورثاء کو سزائے موت معاف کرنے کا حق دیا ہے، اس کے علاوہ دوسرے کسی جرم میں کسی انسان کو سزائے موت کو بدلنے، تخفیف کرنے یا اس کو ختم کرنے کا قطعاً کوئی حق نہیں دیا گیا۔

لہٰذا جناب وزیراعظم صاحب کا یہ اعلان کرنا کہ بی بی کی سالگرہ کے موقع پر پاکستانی جیلوں میں قید سزائے موت کے مجرموں کی سزا عمر قید میں تبدیل کی جاتی ہے، کسی مسلمان، دین دار، اللہ ورسول اور قرآن وسنت کے ماننے والے مسلمان کے لئے ناقابل فہم ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ کسی گہری سازش کا پیش خیمہ ہے اور

پی پی پی حکومت کو ناکام و بدنام کرنے کا حربہ ہے، ورنہ کیا کوئی مسلمان یہ گوارا کرسکتا ہے، یا سوچ سکتا ہے کہ وہ اللہ، رسول، قرآن، سنت اور دین وشریعت کی آہنی دیوار سے ٹکرا کر اپنی دنیا و آخرت برباد کرے؟ اسی طرح کیا کوئی عقل منداس کو برداشت کرسکتا ہے کہ وہ دین وشریعت کے واضح احکام اور قطعی نصوص میں تحریف و تبدیلی کا ارتکاب کرکے امت مسلمہ کی مخالفت کرے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اس حماقت وجہالت کا کیا معنی؟

ہمارے خیال میں عزت مآب وزیراعظم جناب گیلانی صاحب جو ایک مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں، انہوں نے خود اور قصداً ایسا نہیں کیا ہوگا، بلکہ غیر مرئی قوتوں اور اسلام دشمن طاقتوں نے ان سے یہ اقدام کرایا ہے، اور اس اقدام یا اعلان کے پیچھے یہ غلیظ اور گھناؤنی سازش کارفرما ہے کہ جن بدبختوں نے آزادیٔ اظہار، آزادیٔ ضمیر کے نام نہاد فلسفہ کی آڑ، اسلام دشمنوں کے مقاصد کی تکمیل، معمولی دنیاوی مفادات کے حصول کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا دوسرے مقدس انبیاء اور شخصیات کی شان میں بے ادبی، گستاخی، توہین وتنقیص کا ارتکاب کیا ہے اور پاکستان کے غیور و دین دار مسلمانوں نے انہیں عدالتوں میں گھسیٹا ہے اور پاکستان کی اعلیٰ عدالتوں نے قانون توہین رسالت کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ان کے اس شرمناک جرم کی پاداش میں انہیں سزائے موت سنائی ہے، اس اعلان واقدام سے ان کو فائدہ پہنچایا جائے اور ان کو سزائے موت سے بچایا جائے۔

جناب گیلانی صاحب! آپ خود ہی فیصلہ فرمایئے، کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں کہ آپ کے اس اعلان سے آپ کے نانا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو فائدہ پہنچے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو فوراً اس اعلان و اقدام کا ازالہ کیجئے اور وضاحت فرمایئے! کہ اس اعلان سے ان بدبختوں کو قطعاً کوئی فائدہ اور ریلیف نہیں ملے گا جنہوں نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہے۔

اگر آپ نے یہ وضاحت نہ کی تو اندیشہ ہے کہ کہیں کل قیامت کے دن آپ کا شمار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں اور توہین رسالت کے مرتکبین میں نہ ہو۔

جناب گیلانی صاحب! شفقت ورحمت اور وسعت ظرفی ضرور کیجئے، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کے بجائے عام مجرمین کے ساتھ۔

ایک طرف تو آپ اپنی قائد اور پارٹی راہنما کے قاتلوں کے سلسلہ میں ذرہ بھر نرمی دکھانے کو تیار نہیں اور پوری کوشش فرماتے ہیں کہ اس کے قاتل کیفر کردار کو پہنچیں، حتی کہ اس سلسلہ میں آپ بین الاقوامی انصاف کی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں، اور بین الاقوامی ایجنسیوں کے ذریعہ تحقیقات پر مصر ہیں اور دوسری طرف اتنی بے حسی کہ جو مردود و بدبخت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی ہیں اور ان کو سزائے موت ہو چکی ہے، آپ ان کو ریلیف دینے کے لئے ہلکان ہیں۔

اگر آپ کو انسانیت کے ساتھ خیرخواہی ہے تو اپنے حقوق معاف کیجئے! اور اپنے مقدمات وخصومات میں عفو و درگزر کیجئے! مگر جہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کے ساتھ نرمی اور عفو و معافی کا تعلق ہے، تمام فقہاء اس پر متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی کو معاف کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔

خدا کرے ہماری یہ صدا آپ کے کانوں تک پہنچ جائے اور آپ کو اس پر غور وفکر کا موقع مل جائے، ورنہ آپ کی دنیا و آخرت تباہ ہونے کا شدید اندیشہ ہے۔ نامناسب نہ ہوگا اگر یہاں تمام مسالک کے راہنماؤں اور ذمہ داروں کا وہ بیان بھی درج کردیا جائے، جس میں انہوں نے متفقہ طور پر اس کی طرف توجہ دلائی ہے کہ سزائے موت معاف کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے، ملاحظہ ہو:

”جے یو آئی (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمن نے نکتہ اعتراض پر وزیر اعظم کی طرف سے سزائے موت معاف کرنے کے اعلان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ: سزائے موت معاف کرنے کا اختیار حکومت کو نہیں، یہ قرآن مجید کا واضح حکم ہے، وزیر اعظم اپنی مرضی سے ایسے اعلانات نہ کریں جو قرآن وسنت کے منافی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ سزائے موت معاف کرنے کے لئے ناقص تفتیشی نظام کو جواز بنانا غلط ہے۔ آئین میں گزشتہ ۶۰ سالوں کے دوران اسلامی تعلیمات کے مطابق چند ایک نامکمل تبدیلیاں کی گئیں ہیں، انہیں مکمل کرنے کی بجائے مسئلہ کو متنازعہ بنا کر پنڈورا بکس نہ کھولا جائے۔ انہوں نے کہا کہ صدر کو بھی سزا معاف کرنے کا اختیار نہیں، حکومت کی ان بنیادوں کو نہ ہلایا جائے جن پر یہ مخلوط حکومت قائم ہے، حکومت پہلے ہی عدم استحکام کا شکار ہے۔“ (روزنامہ اسلام کراچی، ۲۵/ جون ۲۰۰۸ء)

’’لاہور (آن لائن) تمام مسالک نے سزائے موت معاف کرنے کی مخالفت کردی اور کہا ہے کہ قرآن وسنت میں جن جرائم کی سزا موت رکھی گئی ہے، اسے ختم کرنے کا اختیار کسی کو حاصل نہیں ہے۔ وزیراعظم، صدر یا کوئی پارلیمنٹ ایسا کرنے کی مجاز نہیں ہے۔ قاتل کو معاف کرنے کا حق صرف ورثاء کو حاصل ہے، سزائے موت کے خاتمے کی آڑ میں توہین رسالت کے قانون کو جس کی سزا آئین کی دفعہ ۲۹۵-سی کے تحت موت ہے، ختم کرنے کا منصوبہ ہے، جو مغرب کی دیرینہ خواہش اور مطالبہ ہے۔ ان خیالات کا اظہار امیر جماعت اسلامی پاکستان قاضی حسین احمد، صدر اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان مولانا سلیم اللہ خان، صدر تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان مفتی منیب الرحمن، ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان قاری محمد حنیف جالندھری، ناظم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ لاہور ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی، سیکریٹری جنرل اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان، ناظم اعلیٰ وفاق المدارس السلفیہ پاکستان مولانا نعیم الرحمن، علامہ نیاز حسین نقوی وفاق المدارس الشیعہ پاکستان، شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک صدر جمعیت اتحاد العلماء پاکستان، مولانا عبدالروف ملک صدر متحدہ علماء کونسل، علامہ عنایت اللہ گجراتی، نائب صدر جمعیت اتحاد العلماء پاکستان، مولانا عبدالحق بلوچ نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان، ڈاکٹر عطاء الرحمن ناظم اعلیٰ رابطۃ المدارس الاسلامیہ پاکستان، مولانا محمد الیاس چنیوٹی ایم پی اے، امیر انٹرنیشنل ختم نبوت پاکستان، مولانا مخدوم منظور احمد، مولانا عبدالجلیل نقشبندی، صدر جمعیت اتحاد العلماءٔ پنجاب، مولانا عبدالروف صدر جمعیت اتحاد العلماء کراچی اور اسد اللہ بھٹو امیر جماعت اسلامی صوبہ سندھ نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں قتل عمد کی سزا موت رکھی ہے اور اس کی معافی کا اختیار حاکم اور عدالت کو نہیں، بلکہ مقتول کے ورثاء کو دیا ہے۔ ڈاکے کی سزا موت ہے، شادی شدہ زانی اور توہین رسالت کے مرتکب مرتد کی سزا بھی موت ہے، ان سزاؤں کو کوئی بھی معاف نہیں کرسکتا۔ وزیراعظم فوری طور پر سزائے موت کے خاتمے کی صدر کو بھیجی گئی ایڈوائس واپس لیں، انہوں نے کہا کہ یہ بات انتہائی افسوسناک ہے کہ ایک طرف کفار بے گناہ مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں، باجوڑ، وزیرستان، فاٹا، لال مسجد، افغانستان، کشمیر، فلسطین اور عراق میں خون کی ندیاں بہائی جارہی ہیں، ان کے خلاف حکمرانوں کو زبان کھولنے کی سکت نہیں ہے، دوسری طرف مغرب کی ہموائی میں ظالموں، قاتلوں، ڈاکوؤں، انسانوں کی عزت کو پامال کرنے والوں سے اتنی ہمدردی ہے کہ ایسے ظالموں کی شرعی سزاؤں کو ختم کرنے کا اعلان بھی کردیا گیا، وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے اس بات کا اعلان کرکے واضح کردیا ہے کہ وہ نظریہ پاکستان پر یقین نہیں رکھتے، وہ پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے کے بجائے یورپ کے رنگ میں رنگنا چاہتے ہیں، قیام پاکستان کے لئے مسلمانوں نے جو قربانیاں دی تھیں، ان پر پانی پھیرنا چاہتے ہیں، انہوں نے پاکستانی قوم کے جذبات کو مجروح اور مظلوموں کے زخموں پر نمک پاشی کی ہے اور خدا کے غضب کو دعوت دی ہے، اگر انہوں نے عالمی دباؤ میں ایسا اعلان کردیا ہے تو فوراً اس غیر شرعی اعلان کو واپس لیں، توبہ کریں اور مسلمانان عالم سے معافی مانگیں۔‘‘ (روزنامہ امت کراچی، ۲۶/ جون ۲۰۰۸ء)

اس کے ساتھ ساتھ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ، نائب رئیس مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، جامعہ علوم اسلامیہ کے اساتذہ کرام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، ناظم تبلیغ مولانا اللہ وسایا، ناظم نشر واشاعت مولانا محمد اکرم طوفانی نے بھی سزائے موت کی تبدیلی کو قرآن وسنت اور دین وشریعت کے خلاف قرار دیتے ہوئے اس کی بھرپور مخالفت کی ہے اور قرار دیا کہ وزیراعظم صاحب فوراً اس سے رجوع اور توبہ کریں اور مسلمانوں کو اس تکلیف دہ صورت حال سے نجات دلائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی دلی وابستگی کا ثبوت دیں۔ واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

درسِ حدیث

پینے کے آداب واحکام

ہر نشہ آور مشروب حرام ہے

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شراب کے بارے میں دریافت کیا گیا جو شہد سے تیار کی جاتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہر وہ مشروب جو نشہ لائے حرام ہے۔"

(ترمذی، ج:۲، ص:۸)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا کہ: ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔"

(ترمذی، ج:۲، ص:۸)

جس شراب کی زیادہ مقدار نشہ آور ہو اس کی کم مقدار بھی حرام ہے

"حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شراب کی زیادہ مقدار نشہ لائے اس کی کم مقدار بھی حرام ہے۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۹)

کیونکہ جب وہ شراب نشہ آور ہے تو کم پیتے پیتے زیادہ پینے لگے گا اور مدہوش ہوجائے گا۔

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نشہ لانے والا مشروب حرام ہے، اور جس چیز کا ایک ٹب (قریباً سات آٹھ سیر) نشہ لائے اس کا ایک چلو بھی حرام ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ: اس کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے۔"

(ترمذی، ج:۲، ص:۹)

"فرق" پانی کا ٹب جس میں کوئی سات آٹھ سیر پانی آئے، اور ٹب کا ذکر بطور مثال کے ہے، مطلب یہ ہے کہ جس مشروب کی زیادہ مقدار نشہ لائے اس کی کم سے کم مقدار بھی حرام ہے۔

مٹکے کی نبیذ کے بارے میں

"طاؤس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ایک شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے پوچھا کہ: کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹکے میں کشید کی گئی نبیذ سے منع فرمایا ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جی ہاں! منع فرمایا ہے۔ طاؤس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: بخدا! میں نے یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے خود سنی ہے۔"

"نبیذ" اس کو کہتے ہیں کہ پانی میں کچھ کھجوریں ڈال دی جائیں اور ان کو رات بھر پڑا رہنے دیا جائے، یہاں تک کہ کھجور کی شیرینی اور مٹھاس پانی میں آجائے، اگر اس میں نشہ پیدا ہوجائے تو حرام ہے اور اگر نشہ پیدا نہ ہو تو جائز ہے۔

مخصوص برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت

"زاذان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان برتنوں کے بارے میں جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی دریافت کیا کہ ان برتنوں کے نام ہمیں اپنی زبان میں بتایئے اور ہماری زبان میں اس کی تفسیر وتشریح فرمایئے! انہوں نے فرمایا کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "حَنْتَمَة" سے منع فرمایا، اور وہ روغنی گھڑے کو کہتے ہیں اور "دُبَّاء" سے منع فرمایا، اس سے مراد کدو ہے، اور "نَقِیر" سے منع فرمایا، اس سے مراد کھجور کا تنا ہے جس کو کھود لیا جائے اور "مُزَفَّت" سے منع فرمایا اور یہ وہ برتن ہے جس پر تارکول ملا ہوا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ مشکیزوں میں نبیذ بنائی جائے۔"

(ترمذی، ج:۲، ص:۹)

اس حدیث میں چار برتنوں کے استعمال کی ممانعت فرمائی ہے، جن کی تشریح بھی اسی حدیث میں مذکور ہے۔

۱:..... "حَنْتَمَة" روغنی گھڑا، مٹی کے گھڑے کو اُوپر سے رنگ کردیا جاتا تھا اور اندر سے کچا ہوتا تھا۔

۲:..... "دُبَّاء" بڑے بڑے گھیا کدو کو تل پر سکھالیا جاتا تھا، جب خوب پختہ اور خشک ہوجاتے تو ان کو اوپر سے کاٹ کر برتن کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔

۳:..... "نَقِیر" کھجور کا خشک تنا لے کر اس کو اندر سے کھودلیا جاتا اور نبیذ کے لئے استعمال کیا جاتا۔

۴:..... "مُزَفَّت" یہ زفت سے ہے اور زفت کے معنی ہیں "تارکول" مزفت وہ برتن ہے جس پر تارکول کو بطور روغن کے ملا گیا ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے حرام ہونے پر ان چار برتنوں کے استعمال کی ممانعت فرمادی تھی، کیونکہ یہ برتن اس وقت شراب کشید کرنے کے لئے استعمال ہوتے تھے، اور ان سے شراب میں جلدی نشہ پیدا ہوجاتا تھا، جب شراب کی حرمت اور اس سے نفرت اہل ایمان کے قلوب میں خوب راسخ ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دیدی، بشرطیکہ ان کے استعمال سے نشہ پیدا نہ ہو جیسا کہ اگلے باب کی احادیث میں آتا ہے۔

مراسلہ: ابو قاضی محمد

واقعۂ معراج

قرآن وسنت کی روشنی میں

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

"سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی برکنا...."(پ:۱۵)

۱:...... حق جل شانہ نے اس آیت میں واقعۂ معراج کو نہایت اختصار کے ساتھ بیان فرمایا' اس سے زیادہ وضاحت سورۂ نجم میں ہے اور احادیث میں اس کی پوری تفصیل ہے' حق تعالیٰ نے جہاں جس قدر بیان کرنا مناسب جانا اسی قدر بیان کردیا اختصار مزید بیان کی نفی نہیں کرتا۔

۲:...... بیت المقدس کو مسجد اقصیٰ اس لئے کہتے ہیں کہ اقصے کے معنی دُور تر کے ہیں اور مسجد بیت المقدس خانہ کعبہ سے بہت دُور ہے اور زمانہ نزول وحی میں مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کے سوا روئے زمین پر اور کوئی مسجد نہ تھی اور روئے زمین پر اس وقت مسجد اقصیٰ سے زیادہ کوئی مسجد دور نہ تھی۔

۳:...... علماء کی اصطلاح میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کو اسراء کہتے ہیں اور مسجد اقصیٰ سے لے کر ساتوں آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ کی سیر کو معراج کہتے ہیں اور بسا اوقات ان دونوں سفروں کے مجموعہ پر لفظ اسراء یا لفظ معراج کا بھی اطلاق کردیا جاتا ہے اور اسراء رات کے چلنے کو کہتے ہیں لیلا کا لفظ اس کے بعد صرف اس لئے لایا گیا کہ پوری رات اس سفر میں صرف نہ ہوئی بلکہ اس کا ایک قلیل حصہ صرف ہوا۔

۴:...... اسراء اور معراج سے مقصود حق تعالیٰ کا یہ تھا کہ اپنے برگزیدہ بندہ کو اپنے عجائب قدرت دکھلائے' اگرچہ یہ عالم بھی عجیب ہے مگر عالم ملکوت کے کرشمے وہم وگمان سے بالا اور برتر ہیں' سدرۃ المنتہیٰ کی سیر کی' اور بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں جیسا کہ سورۂ نجم کی آیات سے ظاہر ہے' لقد رآی من آیات ربه الکبریٰ۔

۵:...... خدا تعالیٰ نے اس واقعہ کو لفظ سبحان سے شروع کیا' مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ہر قسم کے عیب اور نقص اور عجز سے پاک ہے' اس کو ایک رات میں اپنے بندہ کا مکہ سے بیت المقدس لے جانا کچھ مشکل نہیں جو لوگ اس کو مستبعد سمجھتے ہیں وہ خدا کو عجز اور نقص کا عیب لگاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ہر عیب سے منزہ اور پاک ہے۔

۶:...... صحابہؓ' تابعین اور علماء ربانیین کے اتفاق سے یہ بات ثابت ہے کہ حضور انور ﷺ کو یہ معراج بحالت بیداری' روح اور جسم دونوں کے ساتھ ہوئی اور یہ واقعہ اس قدر احادیث کثیرہ' صحیحہ وصریحہ سے ثابت ہے کہ جن کا نہ انکار ممکن ہے اور نہ ان میں کسی قسم کی تاویل ممکن ہے' یہ احادیث اس درجہ کثیر ہیں کہ حد تواتر کو پہنچی ہیں جن کا انکار ناممکن ہے اور اس درجہ صریح اور واضح ہیں کہ ان میں ذرہ برابر تاویل کی گنجائش نہیں۔ متواترات کا انکار کفر ہے اور نصوص محکمات میں تاویل الحاد اور زندقہ ہے' اسی وجہ سے ہر زمانہ میں اہل اسلام کا اس پر اجماع رہا ہے اور یہی ان کا عقیدہ رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو معراج جسمانی ہوئی اور آپ بیداری کی حالت میں بجسد العنصری آسمانوں پر تشریف لے گئے' سلف اور خلف اور جمہور فقہاء ومحدثین ومتکلمین' صوفیائے کرام اور اولیاء عظام سب کا یہی قول ہے' اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف جو یہ منسوب کیا جاتا ہے کہ وہ معراج کو بحالت منام (نیند) ایک عجیب وغریب خواب مانتے تھے صحیح نہیں جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ واضح ہوجائے گا۔

۷:...... ظاہر قرآن کریم سے یہی مفہوم معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور ﷺ اس جسد عنصری کے ساتھ بحالت بیداری آسمانوں پر تشریف لے گئے کیونکہ خدا تعالیٰ یہ فرماتے ہیں۔

۱:...... پاک ہے وہ جس نے سیر کرائی اپنے عبد (بندہ) کو آیت میں لفظ عبد واقع ہے' جس کا ترجمہ بندہ ہے' جو مجموعہ روح وجسد کا نام ہے' اس کا اطلاق صرف روح پر صحیح نہیں قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی یہ لفظ آیا ہے ہر جگہ اس سے مراد روح مع الجسد مراد ہے' خدا تعالیٰ فرماتے ہیں:"ارأیت الذی ینھی' عبداً اذا صلی' "یعنی کیا تو نے ابوجہل کو بھی دیکھا ہے جو اس خاص بندہ کو جب وہ نماز پڑھتا ہے' نماز پڑھنے سے روکتا ہے' ظاہر ہے کہ اس آیت میں عبد سے مراد روح مع الجسد ہے نہ کہ صرف روح' کیونکہ ابوجہل صرف روح کو نماز پڑھنے سے

نہیں روکتا تھا نیز خداتعالیٰ فرماتے ہیں: ''وانہ لما قام عبداللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا'' یعنی جب اللہ کا بندہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو قرآن سننے کے لئے اس پر ٹوٹے پڑتے ہیں' ظاہر ہے کہ صرف حضور ﷺ کی روح نماز پڑھنے کے لئے کھڑی نہیں ہوتی تھی' نیز خدا تعالیٰ فرماتے ہیں: ''ذکر رحمت ربک عبدہ زکریا'' اس آیت میں بھی عبد سے مراد زکریا علیہ السلام کی روح اور جسد دونوں ہی ہیں' غرض یہ کہ اس قسم کی مثالیں قرآن کریم میں کثیر ہیں عبد سے مراد روح مع الجسد ہے' نیز حق جل شانہ نے اس واقعہ کے بیان کو تسبیح وتنزیہ سے شروع فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ تسبیح امر عظیم اور امر عجیب کے وقت ہوتی ہے خواب جیسے معمولی واقعہ کے لئے ایسا عظیم لفظ کبھی استعمال نہیں ہوتا کیونکہ خواب کوئی ایسی بڑی بات نہیں جس کے لئے تسبیح کا لفظ استعمال کیا جائے۔

۲:...... نیز اسریٰ بعبدہ کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ بحالت بیداری اپنے بندہ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا اور اگر آیت کے یہ معنی لئے جائیں کہ خدا تعالیٰ اپنے بندہ کو بحالتِ خواب یا محض روحانی طور پر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا تو پھر فاسر بعبادی لیلاً میں یہ معنی لینے ممکن ہوں گے کہ اے موسیٰ! میرے بندوں (بنی اسرائیل) کو خواب میں یا محض روحانی طور پر لے کر مصر سے نکل جاؤ اور حضرت لوط علیہ السلام کے قصہ میں ہے: فاسر باھلک بقطع من اللیل اس آیت میں لوط علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ رات کے حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے چلے جاؤ اور ظاہر ہے کہ بیداری میں لے جانا مراد ہے خواب میں لے جانا کسی کے نزدیک بھی مراد نہیں۔

۳:...... نیز ''لنریہ من آیتنا'' سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسراء سے مقصود آیات قدرت کا مشاہدہ کرانا تھا کہ بحالت بیداری اس چشم سر سے عجائب قدرت کو دیکھیں' روحانی طور پر یا بحالت خواب دکھانا مراد نہیں بلکہ جسمانی طور پر دکھلانا مراد ہے اور سورۂ نجم میں ''مازاغ البصر'' کا لفظ آیا ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مشاہدہ بصری تھا' نیز سورۂ نجم میں حق تعالیٰ نے اس واقعہ کو آیات کبریٰ اور معجزات عظمیٰ میں سے قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ خواب نہ آیات کبریٰ ہے اور نہ معجزات عظمیٰ ہے۔

۴:...... نیز بتواتر منقول ہے کہ جب آپ ﷺ نے واقعۂ اسراء و معراج کو لوگوں کے سامنے بیان کیا تو کافروں نے اس کو محال جانا اور آپ ﷺ کی تکذیب کی' اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ ﷺ خواب کے مدعی نہ تھے' اگر آپ ﷺ خواب کے مدعی ہوتے تو کافروں کے جھٹلانے کے کوئی معنی نہ تھے' خواب میں ہر ایک انسان عجائبات دیکھ سکتا ہے کیا عرب کے کافر ایسے بے وقوف اور نادان تھے جو یہ کہتے تھے کہ خواب میں بیت المقدس اور آسمانوں پر جانا محال ہے۔

۵:...... نیز احادیث میں ہے کہ مشرکین نے اس واقعہ کو سن کر آپ (ﷺ) کی تکذیب کی اور آپ (ﷺ) کا مذاق اڑایا اور تالیاں بجائیں' بیت المقدس کی علامات دریافت کیں' اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس آپ (ﷺ) کے سامنے کردیا' آپ ﷺ نے اس کو دیکھ دیکھ کر ان کی باتوں کا جواب دیا' اگر یہ واقعہ کوئی خواب یا کشف ہوتا تو مشرکین آپ ﷺ سے بیت المقدس کی علامتیں نہ پوچھتے خواب بیان کرنے والے سے نہ کوئی علامت پوچھتا ہے اور نہ مذاق اڑاتا ہے' ایسے موقع پر کسی کا تالیاں بجانا اپنی کامیابی اور مخالف کی ذلت کی علامت ہے اور وہ اپنی کامیابی اس میں سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ کا جھوٹ ثابت کردیں اور یہ جب ہی ہوسکتا ہے کہ جب یہ واقعہ بیداری کا ہو اور امتحان کے وقت من جانب اللہ بیت المقدس کا سامنے کردینا' اس امر کی دلیل ہے کہ صرف اتنا واقعہ کشفی ہے اور باقی پورا واقعہ بیداری کا ہے۔

۶:...... نیز اگر واقعہ اسراء و معراج کوئی خواب ہوتا تو حضور انور ﷺ کے معجزات میں شمار نہ ہوتا خواب میں تو ابوجہل اور ابولہب بھی ایک رات میں مکہ سے بیت المقدس جاکر واپس آسکتا ہے۔

۷:...... نیز مستدرک حاکم میں باسناد صحیح اور امام بیہقی کی دلائل النبوۃ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس رات آنحضرت ﷺ بیت المقدس جاکر واپس آئے تو صبح لوگوں سے یہ واقعہ بیان فرمایا تو کچھ لوگ مرتد ہوگئے اور کفار دوڑے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے جاکر کہا کہ تمہیں کچھ اپنے رفیق اور دوست کی بھی خبر ہے؟ آپ کا دوست یہ کہتا ہے کہ آج رات اسے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی ہے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا واقعی آپ ﷺ نے یہ بات کہی ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں کہی ہے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں میں تو بیت المقدس سے بھی دور کی تصدیق کرتا ہوں' آپ ﷺ صبح شام جو آسمانوں کی خبریں بیان کرتے ہیں (جو بیت المقدس سے بھی دور ہیں اور بعید از عقل بھی ہیں) ان کی تصدیق کرتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اسی تصدیق کی وجہ سے ان کا نام ''صدیق'' رکھا گیا' اگر یہ واقعہ خواب کا ہوتا تو کفار بھی اس کی تصدیق کردیتے کہ خواب میں اکثر دور دور کے شہروں کی سیر کر ہی لیا کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ص:۲۱ ج:۳' تفسیر درمنثور ص:۱۵۵ ج:۴' خصائص کبریٰ ص:۱۷۶ ج:اول)

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ سننے والے نے اس واقعہ کو بیداری کا واقعہ سمجھا' اسی بنا پر

بعض لوگ مرتد ہوگئے' ابوجہل اور قریش نے اس واقعہ کو محال سمجھ کر آپ ﷺ کا مذاق اڑایا اور اسی کی تصدیق پر ابوبکرؓ ملقب بصدیق ہوئے اور یہ سب باتیں اسی صورت میں ممکن ہیں جبکہ آپ ﷺ کا دعویٰ معراج جسمانی بحالت بیداری ہو' خواب میں مکہ سے بیت المقدس جانا اور صبح کو مکہ واپس آ جانا کسی عاقل کے نزدیک بھی محال اور ناممکن نہیں' نبی تو نبی ایسا خواب تو کافر بھی دیکھ سکتا ہے' اور خواب سن کر بے اعتقاد اور مرتد ہونے کی کوئی وجہ نہیں اور محض خواب کی تصدیق پر صدیق کا لقب ملنے کی بھی کوئی وجہ نہیں' پس معلوم ہوا کہ جس معراج کی ابوجہل اور کفار نے تکذیب کی اور جس کی ابوبکر صدیقؓ نے تصدیق کی تھی وہ جسمانی ہی تھا لہٰذا اب جو معراج جسمانی کا انکار کرے وہ خود سمجھ لے کہ وہ کس گروہ سے ہے؟ اور اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی معراج جسمانی کی قائل ہیں' لہٰذا کسی کا یہ کہنا کہ وہ معراج جسمانی کی قائل نہیں کس طرح درست اور صحیح ہوسکتا ہے؟

نیز عبدالرحمن بن مسعودؓ اور عبداللہ بن عباسؓ یہ دونوں حضرات اس بات کے قائل تھے کہ واقعہ معراج بلاشبہ جسمانی تھا اور بحالت بیداری میں ہی تھا' مگر ان دونوں حضرات کا اس بارہ میں اختلاف تھا کہ شب معراج میں آنحضرت ﷺ دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے کہ نہیں' عبداللہ بن عباسؓ شب معراج میں رویت باری تعالیٰ کے قائل تھے کہ حضور پُرنور ﷺ نے اس شب میں اپنے رب کریم کو بچشم سر دیکھا اور عبداللہ بن مسعودؓ اس کے منکر تھے اور ابن مسعودؓ کی طرح ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی شب معراج میں رویت باری کی منکر تھیں' معلوم ہوا کہ عبداللہ بن مسعودؓ کی طرح عائشہ صدیقہؓ بھی معراج جسمانی کی قائل تھیں' صرف رویت کی منکر تھیں' حضرت عائشہؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کا دیگر صحابہ کرامؓ سے اختلاف معراج کی جسمانی اور بحالت بیداری ہونے میں نہ تھا بلکہ اختلاف صرف اس بات میں تھا کہ حضور پُرنور اس سیر ملکوتی میں بچشم سر دیدار خداوندی سے مشرف ہوئے یا نہیں' اگر یہ واقعہ خواب کا ہوتا تو اختلاف کی کوئی وجہ نہیں' اس لئے کہ بحالت خواب حق تعالیٰ کا دیدار بالاجماع جائز ہے' معراج جسمانی ہونے کے بارہ میں صحابہ کرامؓ کا کوئی اختلاف نہیں' بالفرض اگر کوئی اختلاف ہوتا تو وہ اختلاف کسی پر مخفی نہ رہتا' سب کو معلوم ہوتا' جن مسائل میں صحابہ کرامؓ کا ایک دوسرے سے مناظرہ یا کوئی مباحثہ ہوا جیسے سماع موتی اور متعہ الحج وغیرہ میں تو وہ ضرور منقول ہوتا' اسی طرح اگر مسئلہ معراج کے متعلق صحابہؓ و تابعینؒ میں کوئی اختلاف ہوتا تو ضرور منقول ہوتا اور یہ ناممکن تھا کہ اگر صحابہ کرامؓ میں سے کوئی معراج جسمانی کا منکر ہوتا تو دوسرے صحابہ کرامؓ جو معراج جسمانی کے قائل تھے وہ ان سے مناظرہ نہ کرتے۔ غرض یہ کہ حضرت عائشہؓ کی طرف یہ نسبت کرنا کہ وہ معراج جسمانی کی قائل نہ تھیں' بالکل غلط ہے جو لوگ معراج کو روحانی یا خواب قرار دیتے ہیں اور معراج کے منکر ہیں وہ اپنے اس باطل دعوے کی تائید میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا نام لیتے ہیں اور بطور استدلال یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ یہ فرمایا کرتی تھیں: ''ما فقدت جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن اللہ اسریٰ بروحہ'' یعنی شب معراج میں میرے پاس سے آنحضرت ﷺ کا جسم غائب نہیں ہوا لیکن اللہ نے آپ ﷺ کی روح کو سیر کرائی۔

جواب:

یہ حدیث محدثین کے نزدیک ثابت نہیں' اس حدیث کی سند میں انقطاع ہے اور راوی مجہول ہے اور ابن دحیہ نے تنویر میں لکھا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے کسی نے صحیح حدیث کو رد کرنے کے لئے اس کو وضع کیا ہے۔ (زرقانی شرح مواہب ص:۳۴' ج:۲)

علاوہ ازیں اس روایت کا صحیح ہونا نہایت دشوار ہے' کیونکہ واقعہ معراج بالاجماع ہجرت سے تین سال یا پانچ سال پہلے کا ہے اس وقت اگر حضرت عائشہ صدیقہؓ پیدا بھی ہوچکی تھیں تو سن شعور کو نہ پہنچی تھیں اور آنحضرت ﷺ کے نکاح میں نہ آئی تھیں جو واقعہ ان سے پہلے گزر چکا ہے' اس کی نسبت وہ کیسے فرما سکتی ہیں کہ آپ کا جسم موجود تھا یا غائب تھا لہٰذا ان کا یہ کہنا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے جسم کو اپنے پاس سے مفقود اور غائب نہیں پایا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ خاص کر جب حضرت عائشہ صدیقہؓ خود یہ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جب واقعہ معراج بیان کیا تو کچھ لوگ مرتد ہوگئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بوجہ تصدیق کے صدیق کا لقب ملا' اگر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے نزدیک یہ معراج جسمانی نہ ہوتی تو اس بات کی تصریح فرمادیتیں کہ ارتداد اور استعباد کی کیا ضرورت ہے؟ یہ واقعہ تو خواب کا ہے یا روحانی واقعہ ہے' کفار نے غلط سمجھ کر خواہ مخواہ آپ کی تکذیب کی اور آپ کا مذاق اڑایا' حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث جس میں کفار کی تکذیب اور لوگوں کا مرتد ہونا اور تصدیق کی وجہ سے ابوبکر صدیق کو صدیق کا لقب مذکور ہونا یہ حدیث مرفوع اور صحیح ہیں اور ما فقدت جسدہ والی روایت موقوف اور غیر صحیح ہے۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ شب معراج میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا رویت بصری سے انکار اس بات کی دلیل ہے کہ وہ معراج جسمانی کی

قائل تھیں ورنہ خواب میں دیدار خداوندی کے انکار کی کوئی وجہ نہیں‘ منامی اور روحانی رؤیت کا انکار غیر معقول ہے‘ اس لئے کہ رؤیت باری تعالیٰ خواب میں یا روحانی طور پر عقلاً و نقلاً جائز ہے معاذ اللہ! کیا حضرت عائشہ ؓ‘ آنحضرت ﷺ کے لئے خواب میں بھی دیدار خداوندی اور رؤیت باری تعالیٰ کو جائز نہیں سمجھتی تھیں اور اگر بفرض محال حضرت عائشہ ؓ کے اس قول کو صحیح بھی مان لیا جائے تو چونکہ یہ قول بے شمار احادیث صحیحہ اور صریحہ کے خلاف ہے‘ اس لئے قابل قبول نہ ہوگا۔ (دیکھو شرح شفاء قاضی عیاض للعلامۃ القاری ص:۱۴۰‘ ج:اول)

نیز احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ جب فرشتے آنحضرت ﷺ کو اسراء و معراج کے لئے لینے آئے تو آپ ﷺ اس وقت حضرت ام ہانی ؓ کے گھر میں تھے‘ فرشتے آپ ﷺ کو ام ہانی کے گھر سے مسجد حرام میں لے گئے اور وہاں جاکر آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاک کیا اور براق پر سوار کرکے بیت المقدس لے گئے۔ معجم طبرانی میں ام ہانی ؓ سے روایت ہے:

”ام ہانی ؓ کہتی ہیں کہ شب معراج میں آنحضرت ﷺ میرے گھر میں تھے‘ درمیان شب کے میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو آپ گھر میں موجود نہ تھے‘ میری نیند اڑ گئی اور ڈر یہ ہوا کہ آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے ہیں مبادا قریش میں کا کوئی دشمن آپ کے پیچھے نہ لگ گیا ہو جب صبح ہوئی اور آپ گھر تشریف لائے اور آپ ﷺ سے میں نے اپنی پریشانی بیان کی تو آپ نے مجھ سے اسراء اور معراج کا واقعہ بیان کیا‘ تب میرے دل کو تسلی ہوئی۔“

(خصائص کبریٰ للسیوطی ص:۱۷۷‘ ج:۱)

حضرت ام ہانی ؓ کی روایت کا یہ لفظ ”فـقـدتـه من الليل یعنی اس رات میں نے آپ ﷺ کو گھر سے غائب پایا‘ ام ہانی کا یہ لفظ عائشہ صدیقہ ؓ کی روایت کے لفظ: ”مافقدت جسد رسول الله صلى الله عليه وسلم کے صریح معارض اور مخالف ہے‘ لہٰذا بوقت تعارض ترجیح حضرت ام ہانی ؓ کی روایت کو ہوگی‘ اس لئے کہ معراج کا آغاز حضرت ام ہانی ؓ کے گھر سے ہوا اور واپسی بھی حضرت ام ہانی ؓ کے گھر میں ہوئی اور حضرت عائشہ ؓ اس وقت کم سن تھیں اور بعض اقوال کی بناء پر واقعہ اسراء و معراج حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی ولادت سے پہلے کا ہے‘ اس لئے اگر بالفرض عائشہ صدیقہ ؓ کی روایت صحیح بھی ہو تو حضرت ام ہانی ؓ کی روایت کے مقابلہ میں اس کو ترجیح نہیں ہوسکتی ہے‘ اس لئے کہ ام ہانی ؓ خود اپنا مشاہدہ بیان کرتی ہیں اور عائشہ صدیقہ ؓ واقعہ معراج کے وقت آپ ﷺ کے نکاح میں نہ تھیں نیز حضرت عائشہ ؓ سے خود ایک روایت حضرت ام ہانی ؓ کی روایت کے موافق آتی ہے‘ جس میں اس بات کی تصریح ہے کہ اس رات آنحضرت ﷺ گھر سے غائب تھے‘ چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ: ابن سعد اور ابن عساکر نے حدیث معراج کو حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ام سلمہ اور حضرت عائشہ صدیقہ‘ حضرت ام ہانی اور عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت کیا ہے اور اس طویل اور مفصل حدیث میں یہ لفظ آیا ہے:

”اس شب میں آنحضرت ﷺ اپنے گھر سے گم اور غائب ہوئے اور یہ نہ معلوم ہوسکا کہ رات کے وقت آپ کہاں چلے گئے اس لئے بنی عبدالمطلب آپ ﷺ کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ جب وادی طویٰ میں پہنچے تو حضرت عباس زور زور سے یا محمد یا محمد کہہ کر آواز دینے لگے‘ اسی حالت میں تھے کہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے جواب میں آواز آئی لبیک لبیک‘ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔ حضرت عباس ؓ نے کہا: اے بھتیجے! تم نے اس رات گھر والوں کو پریشان کیا اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھکا دیا‘ آپ نے فرمایا: میں بیت المقدس سے واپس آرہا ہوں‘ کہا اسی رات میں‘ آپ نے کہا: جی ہاں‘ پوچھا خیر تو ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں خیر ہے۔“

(تفسیر در منثور ص:۱۴۹‘ ج:۴)

اس حدیث پر نظر ڈالئے کہ دیگر صحابہ کرام ؓ کی طرح حضرت عائشہ ؓ بھی واقعہ معراج کی روایت فرمارہی ہیں اور اس روایت میں حضرت ام ہانی ؓ وغیرہ بھی ان کے ساتھ شریک ہیں کہ دونوں متفقہ طور پر یہ روایت کرتی ہیں کہ اس شب میں آنحضرت ﷺ کا جسم مبارک گھر سے غائب اور مفقود تھا‘ لہٰذا حضرت عائشہ ؓ کی طرف منسوب کردہ روایت: ”مافقدت جسد رسول الله صلى الله عليه وسلم“ کیسے صحیح ہوسکتی ہے؟ علاوہ اس کے کہ وہ روایت ام ہانی ؓ کی روایت اور دیگر صحابہ کرام ؓ کی روایت کے مخالف اور معارض ہے‘ خود حضرت عائشہ ؓ کی بھی ایک روایت کے صریح معارض اور مخالف ہے‘ معلوم ہوا کہ اس قول کی نسبت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی طرف کسی طرح صحیح نہیں‘ اس بارہ میں سب سے زیادہ موثق حضرت ام ہانی ؓ کی روایت ہے کہ جن کے گھر سے اس سفر کا آغاز ہوا اور ام ہانی ؓ کے گھر واپسی ہوئی:

شبے رخ تافتہ زین دار فانی
بخلوت در سرائے ام ہانی
رسیدش جبرئیل از بیت معمور

براق برق سیر آورد از دور
قوی پشت و گراں سیر و سبک خیز
براندن دور بیں وقت شدن تیز

اور بیہقی اور طبرانی اور بزاز کی روایت میں ہے کہ صبح کے وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: "طلبتک یارسول اللہ البارحۃ فی مکانک "یارسول اللہ! میں نے گزشتہ شب آپ کو تلاش کیا، آپ (ﷺ) کو آپ کے مکان میں نہ پایا۔ (کذا فی شرح الشفا للعلامۃ القاری ص:۴۰۸، ج:۱)

ایک اور روایت میں لفظ ہیں "یا رسول اللہ! این کنت یا رسول اللہ فقد طلبتک "ابوبکر نے عرض کیا: یارسول اللہ آج رات آپ کہاں تھے جہاں جہاں گمان اور خیال کیا جاسکتا تھا، وہاں سب جگہ آپ کو تلاش کرلیا، مگر آپ کو نہ پایا، آپ نے فرمایا: رات جبرئیل امین آئے تھے اور براق پر سوار کرکے مجھے بیت المقدس لے گئے تھے۔ الی آخرہ۔ (دیکھو خصائص کبریٰ سیوطی ص:۱۵۹، ج:۱)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اس امر کی روشن دلیل تھی کہ آپ کا یہ اسراء جسمانی تھا اور بحالت بیداری تھا اور امام طبری نے اپنی تفسیر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا اور پھر اس کو رد کیا کہ یہ قول صحیح نہیں، اس لئے کہ دلائل واضحہ اور احادیث متواترہ کے خلاف ہے، بے شمار روایتوں میں بتواتر یہ امر منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ براق پر سوار ہوکر مکہ سے بیت المقدس گئے اور ظاہر ہے کہ سواری پر جسم ہی سوار ہوتا ہے نہ کہ روح اور یہ کہنا کہ براق پر سوار ہونا بھی خواب ہی میں تھا، صریح آیات قرآنیہ اور احادیث متواترہ کے خلاف ہے اور صحابہ و تابعین کی تصریحات کے بالکل برعکس ہے لہٰذا یہ قول کسی طرح قابل قبول نہیں۔ (تفسیر ابن جریر طبری ص:۱۴، ج:۱۵)

اور کیا مشرکین مکہ کا اس واقعہ کو سن کر مذاق اڑانا، یہ تعجب سے سر پر ہاتھ رکھنا، تالیاں بجانا اور بیت المقدس کی علامتیں پوچھنا، کیا یہ سب خواب ہی میں تھا یا روحانی طور پر تھا، مقصود اس واقعہ سے آنحضرت ﷺ کی نبوت و رسالت کو ثابت کرنا تھا اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ یہ واقعہ بحالت بیداری اسی جسم عنصری کے ساتھ مانا جائے ورنہ محض روحانی عروج یا خواب، نبوت و رسالت کی دلیل نہیں بن سکتا۔

(جاری ہے)

اخگر مشتاق رحیم آبادی

...تو کچھ بھی نہیں!

بہ فیضِ علم تری عقل تو مسلماں ہے
مگر جو دل بھی مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

تجھے ہوا بھی جو عرفانِ کائنات تو کیا!
خود اپنے نفس کا عرفاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

فقط پرستشِ یزداں پہ اکتفا ہے ترا
جو ساتھ طاعتِ یزداں نہیں تو کچھ بھی نہیں

نظر معارفِ قرآں پہ گر ہوئی بھی تو کیا!
عمل جو تابعِ قرآں نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہزار "توبہ" کے الفاظ ہوں زباں پہ تو کیا!
گناہ پر اپنے پشیماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

علاج درد کا دنیا میں ڈھونڈنے والے
یہ درد خود ہی جو درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہزار مائلِ رفعت ہو فکر اے اخگر
بلند جذبہ ایماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

مولانا محمد خالد ندوی

قادیانیت

مفکر اسلام کی تحریروں کے آئینہ میں!

مفکر اسلام مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی نوراللہ مرقدہ، اللہ عزوجل کے ان منتخب بندوں میں تھے، جن کو خالق کائنات نے اسلام کی آبیاری، تجدیدی کردار اور اسلامی کاز کے وسیع تر محرکات کی ترجمانی کی توفیق سے نوازا تھا، ان کے قلم کی جولانی، غیرت وحمیت اسلامی کی فراوانی، طبعی جوش اور اولوالعزمی نے باطل طاقتوں، الحادی ذہنوں اور زندیقانہ موشگافیوں پر ایسی یورش کی کہ دلائل کی روشنی میں ان کا ناطقہ بند کردیا۔

اصلاح وتجدید کی تاریخ میں ایسے نامور اہل قلم، اہل فکر جو دل دردمند اور فکر ارجمند کے حامل تھے، جنہوں نے اسلام کی خدمت کے لئے اپنی زندگی اور کوششوں کا آخری قطرہ بھی نچوڑ دیا، زندیقیت، الحاد اور دہریت سے جھلسی ہوئی کشت زاروں میں ان کی کاوشوں اور رشحات قلم کی تراوٹ نے زندگی کے آثار پیدا کردیئے، اور خزاں دیدہ چمن بہار آفریں منظر پیش کرنے کے قابل بن گیا، اللہ تعالیٰ کے انہیں مقبول بندوں میں حضرت مفکرِ اسلام کی بھی ذات گرامی تھی۔

آپ نے اپنے خامۂ زرنگار کے ذریعہ فکر اسلامی کی ترجمانی کی تو دوسری طرف آپ نے اسلام کے تجدیدی کردار کو واشگاف انداز میں پیش کیا، اسلامیت اور مغربیت کے مابین کشمکش کا منطقی جائزہ لیا تو اسلامی تمدن وتہذیب پر مغربی یورش کے اسباب و علل بھی بیان کئے، آپ کی فکر رسا نے اس چیلنج کو پرکھا، ناپا اور اس کی تجدیدی اور اس کی زہر افشانیوں کا قلع قمع کیا، بلکہ اس کا تریاق فراہم کیا جس نے عالم اسلامی کو ہمہ گیر طور پر متاثر کرنے کی کوشش کی تھی، آپ نے ان چیلنجوں کا کافی، شافی، وافی، مدلل اور مسکت جواب دیا۔

> **انبیاء علیہم السلام بتدریج نبوت تک نہیں پہنچے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منتخب تھے اور نبوت کا ہی اعلان کیا ہے اور اپنی اصالت اور رسالت کا تعارف کرایا ہے، جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مجددیت اور تمثیلی شکل میں مسیح موعود اور پھر ختم نبوت پر براجمان ہونے کی کوشش کی ہے**

انہیں چیلنجوں میں سے قادیانیت بھی ہے جس نے اس دور میں سر اٹھایا جو دور یورپین اقوام کے تسلط اور انگریزوں کے اقتدار اور عالم اسلامی کے اندر انتشار و اضطراب کا زمانہ تھا، عالم اسلام خصوصاً ہندوستان کی حالت ایسی تھی جس میں عقیدہ کی پختگی متاثر ہوری تھی، علم ومعرفت کی کمی سے جہالت کو فروغ ہورہا تھا، مشرکانہ ماحول، قبروں پر منتیں اور تعزیوں کے حضور نذر ونیاز کا بازار گرم تھا، ایسے وقت میں مزید انتشار سے دوچار کرنے کے لئے انگریزوں کا خود کاشتہ پودا مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیح موعود اور بالآخر نبی بلکہ نبی آخرالزمان سے بڑھ کر ہونے کا دعویٰ کردیا، مفکر اسلام نے اس صورت حال پر یوں روشنی ڈالی ہے:

"واقعہ یہ ہے کہ اگر ہندوستان میں وہ ذہنی انتشار نہ ہوتا جس کا پنجاب خاص میدان تھا، انگریزی حکومت کے اثر سے اسلامی معاشرہ میں اسلام کی بنیادیں متزلزل اور اسلامی ذہن ماؤف نہ ہوچکا ہوتا، اگر مسلمانوں کی نئی نسل دینی تعلیمات اور اسلام کی اصلاحی وتجدیدی شخصیتوں اور نیابت انبیاء اور عظمت انسان کی حقیقی صفات سے اتنی بے خبر نہ ہوتی اور آخر میں حکومت وقت کی پشت پناہی اور سرپرستی نہ ہوتی تو یہ تحریک جس کی بنیاد زیادہ تر الہامات، خوابوں، تاویلات اور بے کیف و بے مغز نکتہ آفرینیوں پر ہے اور جو عصر جدید کے لئے کوئی نیا اخلاقی و روحانی پیغام اور مسائل حاضرہ کو حل کرنے کے لئے کوئی مجتہدانہ مقام نہیں رکھتی تھی، کبھی بھی اتنی مدت باقی نہیں رہ سکتی تھی، جیسی کہ اس برسر انحطاط سوسائٹی اور اس پراگندہ دماغ، پراگندہ دل نسل میں رہ سکی۔

اسلام کی صحیح تعلیمات اور دعوت سے انحراف اور ان مخلصین ومجاہدین کی ناقدری کی سزا خدا نے یہ دی کہ ہندوستانی

مسلمانوں پر ایک ذہنی طاعون مسلط کردیا اور ایک شخص کو ان کے درمیان کھڑا کردیا جو امت میں فساد کا مستقل بیج بوگیا ہے۔''

(قادیانیت، ص:۱۸۸)

دسمبر ۱۹۵۷ء کے اواخر میں پنجاب یونیورسٹی کے زیراہتمام لاہور میں اسلامک کلوکیم کا انعقاد ہوا، جس میں عالم اسلام کے نامور جید ممتاز اہل علم وفکر نے شرکت کی، حضرت مفکر اسلام نوراللہ مرقدہ بھی اس مجلس مذاکرہ میں مدعو تھے، لیکن بعض حالات کے پیش نظر حاضری نہ ہوسکی، ایسی مجلس میں عالم اسلام کے چوٹی کے علماء شریک ہوئے تھے، قادیانیت کا بھی تذکرہ اس مجلس میں ہوا تھا، لیکن قادیانیت کے خدوخال، اس تحریک کا پس منظر، محرکات واثرات اور اس کی سلبیات پر مشتمل کوئی کتاب ایسی نہیں تھی جو ان علماء کو فراہم کی جاتی، اس خلاء کا سب کو احساس تھا، چنانچہ حضرتؒ جب اپنے شیخ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کی خدمت میں لاہور پہنچے تو اس موضوع پر جدید انداز میں کتاب تیار کرنے کا آپ کو شیخ و مربی نوراللہ مرقدہ نے حکم دیا۔

حضرتؒ نے موضوع کی نزاکت کے پیش نظر مرزا غلام احمد قادیانی کی تصنیفات کا ایک محقق، مورخ اور ناقد کی حیثیت سے بھرپور جائزہ لیا اور ایک مہینہ تک ان تصنیفات کی اوراق گردانی کے لئے اس طرح اپنے آپ کو محبوس کرلیا اور علمی و تصنیفی اعتکاف میں اس طرح گزارا کہ گویا دنیا و مافیہا کی کوئی خبر نہیں تھی اور سوائے اس موضوع کے کوئی دوسرا موضوع فکر نہیں تھا۔

آپ نے اس موقع پر لکھا ہے کہ مصنف کا ذہن چونکہ فطرتاً تاریخی واقع ہوا ہے اور وہ اس شہر میں بالکل نووارد تھا، اس لئے اس نے اپنا سفر تحریک کے آغاز سے شروع کیا اور اس کے نشوونما اور ارتقاء کی ایک ایک منزل اور ایک ایک مرحلہ کا جائزہ لیتا ہوا چلا، گویا اس کے مشاہدات اور معلومات تحریک کی طبعی نشوونما کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے، اس طرز مطالعہ سے تحریک کی فطرت ومزاج اور اس کے تدریجی ارتقاء اور اس کے مضمرات کے سمجھنے میں بڑی مدد ملی اور بعض ایسے حقائق کا انکشاف ہوا جو اس تحریک کو ایک مکمل شکل میں دیکھنے سے ظاہر نہیں ہوسکتے۔

(قادیانیت، ص:۸)

اس اقتباس سے ظاہر ہورہا ہے کہ حضرت والا نے اس کتاب کی تصنیف میں کتنا اہتمام کیا اور اس تحریک کو سمجھنے اور اس کے نشوونما کے محرکات تک پہنچنے میں کس قدر توجہ، کوشش نیز انہماک سے کام لیا، یہی

> **اسلام کے خلاف وقتاً فوقتاً جو تحریکیں اٹھیں ان میں قادیانیت کو خاص امتیاز حاصل ہے، وہ تحریکیں یا تو اسلام کے نظام حکومت کے خلاف تھیں یا شریعت اسلام کے خلاف، لیکن قادیانیت درحقیقت نبوت محمدیؐ کے خلاف ایک سازش ہے، وہ اسلام کی ابدیت اور امت کی وحدت کے لئے چیلنج ہے**

وجہ ہے کہ جب یہ کتاب قادیانیت اپنے عربی جامہ القادیانیۃ کی شکل میں سامنے آئی تو عربوں کو اس تحریک کے سمجھنے میں بڑی مدد ملی، اس کتاب کا اسلوب بھی ایسا تھا کہ خود اس تحریک سے متاثر لوگ بھی ٹھنڈے دل سے اس کا مطالعہ کرسکتے تھے، کتاب کا اسلوب علمی ہے، اس میں مناظرانہ جوش کے بجائے مورخانہ متانت زیادہ پائی جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ قادیانی حلقہ میں اس کتاب کے اثرات کو زیادہ محسوس کیا گیا، درحقیقت یہ کتاب اپنے مستند ومرتب معلومات، بانی تحریک کے بیانات، تحریروں اور تاریخی وثائق کے ذریعہ روشنی اور مواد فراہم کرتی ہے، جو ایک سلیم الطبع اور انصاف پسند انسان کو صحیح نتیجہ تک پہنچنے میں مدد دیتے ہیں۔ (قادیانیت، ص:۱۰)

مفکر اسلام نے بانی تحریک مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے قریب ترین رفیق اور ان کے جانشین اول حکیم نورالدین بھیروی کی سیماب صفت مزاجی کیفیت کا بھی جائزہ لیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ یہ تحریک ایک سوچی سمجھی اسکیم اور مضبوط، دوررس منصوبہ کے تحت تشکیل دی گئی تھی اور رفتہ رفتہ نبوت کی دہلیز تک پہنچا کر اسلام کے مضبوط قلعہ میں شگاف ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے، مفکر اسلام نے یہ سوال بھی اٹھایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام بتدریج نبوت تک نہیں پہنچے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منتخب تھے اور نبوت کا ہی اعلان کیا ہے اور اپنی اصالت اور رسالت کا تعارف کرایا ہے، جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مجددیت اور تمثیلی شکل میں مسیح موعود اور پھر ختم نبوت پر براجمان ہونے کی کوشش کی ہے، افسوس کا مقام ہے کہ اس کھلی ہوئی دھاندلی اور جعلی سازی کے چکر میں بھی ہزاروں افراد گرفتار ہوگئے اور خاصے پڑھے لکھے افراد بھی متاثر ہوئے اور آج یہ تحریک بڑے زور کے ساتھ مغربی آقاؤں کے اشاروں کے زیرسایہ مسلمانوں کو ختم نبوت کے عقیدہ سے تہی مایہ کرنے کی کوشش میں مصروف ہے، ان کا ٹی وی چینل تعارف اسلام کے نام پر قادیانیت کو فروغ دے رہا ہے، اس تحریک کی سب سے بھیانک اور خطرناک صورت یہ ہے کہ اس کے بانی نے اپنے ماننے والوں ہی کو سچا و پکا مسلمان قرار دیا ہے، ان کی نظر میں بقیہ ملت اسلامیہ مرتد کے حکم میں ہے، اس

لئے ضروری ہے کہ اس تحریک کے زہر کو سمجھا جائے۔
مفکر اسلامؒ نے اس پہلو پر یوں روشنی ڈالی ہے:

’’قادیانیت کے بارے میں ایک غلط فہمی یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے صدہا دینی وعلمی اختلافات اور مکاتب فکر میں سے ایک دینی وعلمی اختلاف رائے اور ایک خاص مکتب فکر ہے اور اس کے پیرو امت اسلامیہ کے مذہبی فرقوں اور جماعتوں میں سے ایک مذہبی فرقہ اور جماعت ہیں اور یہ اسلام کی کلامی وفقہی تاریخ کا کوئی انوکھا واقعہ نہیں۔‘‘

لیکن قادیانیت کا تحقیقی وتنقیدی مطالعہ کرنے سے یہ غلط فہمی دور ہو جاتی ہے اور ایک منصف مزاج انسان اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ قادیانیت ایک مستقل مذہب اور قادیانی ایک مستقل امت ہیں جو دین اسلام اور امت اسلامیہ کے بالکل متوازی چلتے ہیں اور اس کو محسوس ہوتا ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب کے اس بیان میں کوئی مبالغہ اور غلط بیانی نہیں کہ:

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونجتے رہتے ہیں، آپ نے فرمایا: یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا چند مسائل میں ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن پاک، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک جزو میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔‘‘ (قادیانیت، ص:۱۴۱)

اسلام کی تاریخ میں اس سے پہلے باطنیت اور اسماعلیت نے بھی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے روشن چہرے کو داغدار کرنے کی کوشش کی، لیکن یہ تحریک ان تحریکوں سے بھی زیادہ خطرناک اور اسلام کے متوازی اور ایک نیا نظام اور زندگی کا نیا ڈھانچہ دینا چاہتی ہے، قادیانی اصحاب مرزا کے رفقاء اور ہم نشینوں کو صحابی رسول کا درجہ دیتے ہیں، اسی طرح مرزا کے مدفن کو مرقد رسول اور گنبد خضراء کے مماثل اور شبیہ قرار دیا جاتا ہے، اس کے لئے مفکر اسلامؒ نے درج ذیل اقتباس پیش فرمایا ہے، آپ بھی دل پر ہاتھ رکھ کر سماعت فرمائیے!

’’کیا حال ہے اس شخص کا جو قادیان دارالامان میں آئے اور دو قدم چل کر مقبرہ بہشتی میں حاضر نہ ہوا، اس میں وہ روضہ مطہرہ ہے جس میں اس خدا کے برگزیدہ کا جسم مبارک مدفون ہے، جسے افضل الرسل نے اپنا سلام بھیجا اور جس کی نسبت حضرت خاتم النبیین نے فرمایا: ’’یدفن معی فی قبری‘‘ اس اعتبار سے مدینہ منورہ گنبد خضراء کے انوار کا پورا پورا پرتو اس گنبد بیضاء پر پڑ رہا ہے اور آپ گویا ان برکات سے حصہ لے سکتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد منور سے مخصوص ہیں، کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو احمدیت کے حج اکبر میں اس تمتع سے محروم رہے۔‘‘

ان کے نزدیک قادیان کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے اور مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے، (منارۃ المسیح ۲۸/مئی ۱۹۰۰ء) میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

’’جیسا کہ سیر مکانی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے بیت المقدس تک پہنچا دیا تھا ایسا ہی سیر زمانی کے لحاظ سے آنجناب کو شوکت اسلام کے زمانہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا، برکات اسلامی کے زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ ہے پہنچا دیا پس اس پہلو کی رو سے جو اسلام کے انتہائے زمانہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر کشفی ہے، مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے، جو قادیان میں واقع ہے، جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے: ’’مبارک مبارک و کل امر مبارک نجعل فیہ‘‘ اور یہ ایک مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقع ہوا قرآن شریک کی آیت بارکنا حولہ کے مطابق ہے، پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے۔‘‘

(قادیانیت، ص:۱۴۵)

جب قادیان مقدس ٹھہرا تو اس کی زیارت حرمین شریفین کی زیارت کی طرح مقدس اور اس کا قصد ارادۂ حج کے متوازی قرار پایا، مرزا بشیر الدین نے اس پہلو کو اجاگر کیا ہے:

’’چونکہ حج پر وہی لوگ جا سکتے ہیں، جو قدرت رکھتے ہوں، امیر ہوں، حالانکہ الٰہی تحریکات پہلے غرباء میں پھیلتی ہے اور غرباء کو حج سے شریعت نے معذور رکھا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ظلی حج مقرر کیا تاکہ وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتا ہے اور تاکہ وہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہو سکیں۔‘‘ (الفضل، یکم دسمبر ۱۹۳۲ء)

انفرادیت کا رجحان قادیانیوں کے اندر اتنی شدت کا ہے کہ انہوں نے اپنے خود ساختہ اسلامی مہینوں کے نام حسب ذیل رکھے ہیں: صلح، تبلیغ، امان، شہادت، ہجرت، احسان، وفا، ظہور، تبوک،

اخفاء، نبوت، فتح۔

اخیر میں مفکر اسلامؒ نے قادیانیت کی جسارت اور جدت کے عنوان سے جو کچھ قلم بند کیا ہے، اس کا خلاصہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے، جس سے اس تحریک کے مثبت اور سلبی پہلوؤں کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے، رقم طراز ہیں:

"اسلام کے خلاف وقتاً فوقتاً جو تحریکیں اٹھیں ان میں قادیانیت کو خاص امتیاز حاصل ہے، وہ تحریکیں یا تو اسلام کے نظام حکومت کے خلاف تھیں یا شریعت اسلام کے خلاف، لیکن قادیانیت درحقیقت نبوت محمدیؐ کے خلاف ایک سازش ہے، وہ اسلام کی ابدیت اور امت کی وحدت کے لئے چیلنج ہے، اس نے ختم نبوت سے انکار کر کے اس سرحدی خط کو عبور کر لیا ہے جو اس امت کو دوسری امتوں سے ممتاز و منفصل کرتا ہے اور جو کسی مملکت کے حدود کو ظاہر کرنے کے لئے قائم کیا جاتا ہے، ڈاکٹر سر محمد اقبال نے اپنے ایک انگریزی مضمون میں جو ہندوستان کے مشہور اخبار اسٹیٹسمین میں شائع ہوا تھا، بڑی خوبی سے قادیانیت کی اس جسارت و جدت کو واضح کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

"اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کے حدود مقرر ہیں یعنی وحدت الوہیت پر ایمان، انبیاء پر ایمان اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت پر ایمان، دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے، اور اس امر کے لئے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں، مثلاً برہمو سماج خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں، لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو نہیں مانتے، یہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کر سکا۔

ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا لیکن ساتھ ساتھ انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں، ہمارا ایمان ہے کہ اسلام بحیثیت دین کے خدا کی طرف سے ظاہر ہوا ہے، لیکن اسلام بحیثیت سوسائٹی یا ملت کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا مرہون منت ہے۔"

قادیانیت ایک مستقل مذہب اور قادیانی ایک مستقل امت ہیں جو دین اسلام اور امت اسلامیہ کے بالکل متوازی چلتے ہیں

آگے چل کر لکھتے ہیں:

"یہ ظاہر ہے کہ اسلام جو تمام جماعتوں کو ایک رسی میں پرونے کا دعویٰ رکھتا ہے ایسی تحریک کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں رکھ سکتا جو اس کی موجودہ وحدت کے لئے خطرہ اور مستقبل میں انسانی سوسائٹی کے لئے مزید افتراق کا باعث ہو اور یہ اس لئے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت سے ہی استوار ہوتی ہے۔"

آگے رقم طراز ہیں:

"جب میں بانی احمدیت کی نفسیات کا مطالعہ ان کے دعویٰ نبوت کی روشنی میں کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دعویٰ نبوت میں پیغمبر اسلام کی تخلیقی قوت پر متصرف صرف ایک نبی یعنی تحریک احمدیہ کے بانی کی پیدائش تک محدود کر کے پیغمبر اسلام کے آخری نبی ہونے سے انکار کر دیتا ہے، اس طرح یہ نیا پیغمبر چپکے سے اپنے روحانی مورث کی ختم نبوت پر متصرف ہو جاتا ہے۔" (قادیانیت ص:۱۵۳تا۱۵۴)

حضرت مفکر اسلامؒ نے اپنی کتاب "قادیانیت" میں جو اقتباسات دیئے ہیں وہ چشم کشا ہیں، ان سے اس تحریک کو سمجھنے اور ان کی تاویلات کاسدہ فاسدہ کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے، اس تحریک کے بانی کی پشت پر غیر اسلامی طاقتیں اس وقت بھی تھیں اور آج بھی ہیں، اسلام کو آج جن چیلنجوں کا سامنا ہے، ان میں خطرناک چیلنج اس کو قرار دیا جا سکتا ہے، دیہاتوں میں بسنے والے افراد یا دینی شعور سے ناواقف انسانوں کو بڑی آسانی سے ان کے مبلغین شکار کر لیتے ہیں، ضرورت ہے کہ ایسے مبلغین تیار کئے جائیں جو اس تحریک سے بخوبی واقف ہوں اور اس تحریک کا علمی، تاریخی اور تنقیدی جائزہ لے سکیں اور واشگاف انداز میں ان کے اشکالات کا جواب دے سکیں۔

مفکر اسلامؒ کی یہ کتاب "قادیانیت" اس لائق ہے کہ اس کو مطالعہ ادیان کے نصاب میں داخل کیا جائے تاکہ اس سے طلبہ استفادہ کریں اور ملت اسلامیہ کو درپیش چیلنج کے مقابلے کے لئے انہیں تیار کیا جا سکے۔

☆☆..........☆☆

سزائے موت

خورشید ندیم

سزائے موت کا مسئلہ تین پہلوؤں سے زیر بحث آنا چاہئے:

۱: شرعی پہلو سے۔کیا حکومت یہ حق رکھتی ہے کہ وہ قتل کے مقدمات میں سزا یافتہ مجرموں کی سزا میں کمی کردے؟

۲: قانونی پہلو سے۔کیا ملک کے قانون میں حکومت کے لئے یہ گنجائش موجود ہے؟

۳: سماجی پہلو سے۔مجرموں کے لئے حکومتی نرمی اور محبت وانسانی حقوق کا مسئلہ ہے یا اس سے جرم کی حوصلہ افزائی ہوگی؟

شرعی اعتبار سے یہ معاملہ اس وقت زیر بحث آئے گی، جب اس کا تعلق قتل کے مجرموں سے ہوگا، اس باب میں قرآن مجید ناطق ہے اور اس نے ایک واضح حکم دے رکھا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اجتہادی مسئلہ نہیں ہے، اجتہاد ان معاملات میں ہوتا ہے، جہاں قرآن وسنت خاموش ہوں، نص کا مفہوم متعین کرنے میں البتہ اختلاف ہوسکتا ہے جو اس مسئلے میں نہیں ہے، قصاص سے مراد یہ ہے کہ قتل کے مجرموں کو موت کی سزا دی جائے۔حکومت اس کی پابند ہے کہ اس حکم پر عمل کرے۔(البقرہ:۱۷۸،۱۷۹)

قرآن مجید نے یہ بتایا ہے کہ تورات میں یہود کو بھی یہی حکم دیا گیا تھا۔(المائدہ:۴۵)

اگر کوئی ریاست قتل کے جرم کو گوارا کرتی اور قصاص کے لئے حساس نہیں ہے تو اس حکم کی رو سے وہ اللہ کی عدالت میں مجرم قرار پائے گی تاہم قرآن مجید نے مقتول کے لواحقین کو یہ حق دیا ہے کہ وہ چاہیں تو مجرم کو معاف کرسکتے ہیں، اس معاملے میں ریاست کا اختیار دو حوالوں سے زیر بحث آتا ہے، ایک یہ کہ اگر عدالت قتل کے کسی مجرم کو موت کی سزا سنادے تو کیا حکومت اس میں تخفیف کرسکتی ہے؟ دوسرا یہ کہ اگر لواحقین کسی مجرم کو معاف کردیں تو کیا حکومت اس کے باوجود مجرم کو سزا دینے پر اصرار کرسکتی ہے؟

اسلامی قانون کے ماہرین اس پر متفق ہیں کہ اگر لواحقین کسی مجرم کو معاف کرنے پر آمادہ نہیں تو حکومت کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اسے معاف کرے یا قصاص کے علاوہ کوئی تعزیری سزا دے، دوسرے سوال کے حوالے سے ہمارے قدیم فقہاء اور آج کے بہت سے اہل علم کی رائے یہ ہے کہ حکومت اس بات کا اختیار بھی نہیں رکھتی کہ لواحقین کسی مجرم کو معاف کردیں تو وہ اسے سزا دے، تاہم دور جدید کے ایک عالم جاوید احمد صاحب غامدی اس دوسرے معاملے میں مختلف رائے رکھتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ قتل ایک طرف فرد کے خلاف جرم ہے اور دوسری طرف ریاست اور معاشرے کے خلاف بھی۔بعض اوقات مقتول لاوارث ہوتا ہے اور کبھی یہ صورت بھی ہوتی ہے کہ مقتول کے وارثین کو مقدمے سے دلچسپی نہیں ہوتی یا ان کی ہمدردیاں کسی وجہ سے قاتل کے ساتھ ہوتی ہیں۔غیرت کے نام پر ہونے والے قتل کے مقدمات میں، ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ لڑکی کا باپ یا بھائی خود قتل میں ملوث ہوتے ہیں اور ساتھ ہی مدعی بھی، ایسے معاملات میں جاوید صاحب کے نزدیک ریاست کا یہ اختیار برقرار ہے کہ وہ لواحقین کے معاف کردینے کے باوجود مجرم کو سزا دے دے، گویا ایسے مقدمے میں حکومت بھی مدعی ہوتی ہے، زیر بحث حکومتی فیصلے کا تعلق معاملے کی پہلی صورت سے ہے جس میں اہل علم کی متفقہ رائے یہ ہے کہ شرعی اعتبار سے حکومت کو سزا میں کمی کا کوئی اختیار نہیں۔

قانونی پہلو سے دیکھئے تو بھی حکومت کے لئے ایسا حق ثابت نہیں ہے، آئین کی دفعہ ۴۵ میں صدر کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ کسی عدالت یا اتھارٹی کی جانب سے دی گئی سزا معاف کرسکتا ہے لیکن سپریم کورٹ نے اپنے ایک فیصلے سکینہ بی بی بنام فیڈریشن میں یہ فیصلہ دیا ہے کہ حدود اور قصاص کے مقدمات میں دی گئی سزا کی معافی کا کوئی اختیار صدر کو حاصل نہیں۔

سماجی پہلو سے جب ہم اس معاملے پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جرم سے نفرت انسان کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے، دنیا میں کوئی معاشرہ ایسا نہیں ہے جہاں جرائم کے خلاف قوانین موجود نہ ہوں، انسان کی جان، مال اور آبرو کے خلاف اقدام کو ہر قانون نے جرم قرار دیا ہے اور اس کے لئے سخت ترین سزائیں تجویز کی ہیں۔سزائے موت کے معاملے میں سیکولر معاشروں میں دو آراء ہیں تاہم انسانی تجربے نے بتایا ہے کہ اس سزا کا خاتمہ جرم کی حوصلہ افزائی ہے، اس لئے اب دوبارہ اس کا احیا ہونے لگا ہے، اس کے ساتھ یہ بھی واضح ہے کہ دنیا کا ہر قانون بشمول الہامی قانون، جرم کی نوعیت اور مجرم کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے فیصلہ دیتا ہے، اس طرح شک کا فائدہ بھی مجرم کو پہنچتا ہے، اس لئے جب سپریم کورٹ بھی کسی شخص کو مجرم قرار دے دیتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مجرم اپنے سماجی حالات اور جرم کی نوعیت، ہر اعتبار سے کسی رعایت کا مستحق نہیں، اس سطح پر ثابت شدہ کسی جرم کے بعد بھی اگر حکومت کی ہمدردیاں مجرم کے ساتھ ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ معاملہ انسانی حقوق کا نہیں بلکہ حکومت اپنی ذمہ داریوں سے پوری طرح واقف ہے اور نہ اس معاملے میں حساس ہے کہ جب کسی مجرم کو سزا نہیں ملتی تو اس سے معاشرے کی نفسیات پر کیا منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ جب شرعی، قانونی اور سماجی ہر اعتبار سے اس فیصلے کا کوئی جواز نہیں تو پھر حکومت نے ایسے مجرموں کو سزا میں تخفیف کیوں دی؟ اس کا جواب

باقی صفحہ ۲۹ پر

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

مولانا محمد ازہر

۲۲/جمادی الاخریٰ ۱۴۲۹ھ جمعرات کو صبح کے وقت راقم السطور نے مجدد قرأت حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ (م:۱۴۰۳ھ) کے فرزند نسبتی، علمی جانشین اور تلمیذ رشید مولانا قاری محمد طاہر رحیمی کو خواب میں دیکھا، سفید لباس، سفید داڑھی، ہشاش بشاش اور زندگی کے معمول کے مطابق زیر لب تبسم کے ساتھ محو گفتگو، بیدار ہوا تو حضرت قاری صاحب کی صحتیابی کے لئے دل سے دعا کی، اس لئے کہ ان کی شدید علالت کی خبریں کئی دن سے مل رہی تھیں اور پھر کسی سفید ریش کو جوان اور سیاہ داڑھی میں دیکھنا اگرچہ جنتی اور مغفور ہونے کی بشارت ہے، مگر ظاہر ہے کہ جنت اس دنیا سے جدا ہونے کے بعد ہی ملے گی، اس لئے حضرت قاری صاحب کے متعلق دل میں پریشانی اور تشویش رہی، تین دن بعد ۲۵/جمادی الاخریٰ (۲۹/جون ۲۰۰۸ء) کو یہ پریشانی ایک عظیم صدمے میں بدل گئی، جب یہ اطلاع ملی کہ حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی مدینہ منورہ میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت قاری صاحب سے تعارف نہ رکھنے والے حضرات شاید اندازہ نہ کرسکیں کہ ان کی رحلت علمی، دینی اور تدریسی حلقوں کا کس قدر عظیم نقصان ہے، حضرت قاری صاحب علم وفضل، اخلاص وللّٰہیت اور ذہانت وفطانت میں ممتاز تھے، حق تعالیٰ شانہ نے انہیں قابل رشک حافظہ عطا فرمایا تھا، غیر معمولی ذہانت اور نادر المثال حافظہ کے امتزاج کی وجہ سے انہیں قرأت عشرہ سورۂ فاتحہ کی طرح ازبر تھیں۔ اسی طرح درس نظامی کی کتابیں اور فنون مستحضر تھے، حضرت قاری صاحب نے جامعہ خیر المدارس ملتان سے ۱۳۸۳ھ (۱۹۶۴ء) میں سند فضیلت حاصل کی، اس وقت جامعہ خیر المدارس میں تدریس حدیث کی مسند پر استاذ العلماء مولانا خیر محمد جالندھری، ولی کامل مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیروی، مولانا علامہ محمد شریف کشمیری اور مولانا عتیق الرحمن فیروز پوری جیسی شخصیات سے آباد تھیں، ان حضرات کی فیض رسانی حضرت قاری صاحب جیسے جوہر قابل کے لئے سونے پر سہاگا تھی، چنانچہ دورۂ حدیث میں خیر المدارس اور وفاق المدارس العربیہ کے سالانہ امتحانات میں حضرت قاری صاحب نے پورے پاکستان میں پہلی پوزیشن حاصل کی، وفاق المدارس کی سند میں ان کے نام کے ساتھ "ممتاز مع الشرف" اور خیر المدارس کی سند میں "فائق الاقران" لکھا گیا۔ واضح رہے کہ مدارس کی فضا میں "فائق الاقران" کے امتیازی الفاظ صرف اسی فاضل کی سند پر لکھے جاتے ہیں، جو علم وعمل، ذہانت وحافظہ، محنت، اطاعت، دیانت اور اخلاق میں تمام ساتھیوں سے ممتاز اور فائق ہو، فراغت کے بعد آپ نے اپنے محبوب استاذ مجدد قرأت حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ کی منشا کے مطابق تحفیظ وتجوید قرآن کریم کے شعبہ کو اختیار کیا اور اس میدان میں اپنے استاذ ومربی کی طرح بے مثل استاذ بلکہ امام ومجتہد ثابت ہوئے، تحفیظ کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنے ذوق کے مطابق جامعہ قاسم العلوم ملتان میں درس نظامی کی کتابیں بھی پڑھائیں، حدیث شریف کی اساسی کتاب "مشکوٰۃ شریف" سالہا سال زیر درس رہی، اپنے مزاج کے مطابق محنت، تحقیق اور عرق ریزی کے ساتھ پڑھاتے، اسی اثنا میں آپ نے مشکوٰۃ شریف کی اردو شرح بھی تالیف فرمائی، آپ کی تالیفات کی تعداد ایک درجن سے زائد ہے، زندگی کے آخری ایام میں بھی آپ نے "دفاع قرأت" کے نام سے ایک قابل قدر کتاب یادگار چھوڑی ہے جو "قرأت عشرہ" پر ایک شخص کے اشکالات و اعتراضات کا تحقیقی جواب ہے۔

ملتان میں حضرت قاری صاحب کی تدریس کا زیادہ زمانہ جامعہ قاسم العلوم میں گزرا، کچھ وقت جامعہ خیر المدارس میں بھی پڑھایا، ۲۶ سال تک پاکستان میں قرآن وسنت اور علوم دینیہ کی خدمت کے بعد حضرت قاری صاحب مستقل ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے، مدینہ منورہ میں ۱۹ سالہ قیام کے دوران دم واپسیں تک قرآن کریم اور علم دین کی خدمت میں مشغول رہے، مدینہ منورہ ہجرت کے بعد جلد ہی عرب حضرات کو حضرت قاری صاحب کے علم و فضل، زہد وتقویٰ اور قرأت عشرہ میں غیر معمولی مہارت و مقام کا اندازہ ہوگیا، چنانچہ بہت سے حضرات نے آپ سے تلمذ کا رشتہ قائم کیا، دوسرے حضرات بھی انتہائی محبت، احترام اور عقیدت کا معاملہ رکھتے تھے، خاص طور پر امام وخطیب مسجد نبوی فضیلۃ الشیخ علی عبدالرحمٰن حذیفی کے حضرت قاری صاحب سے دوستانہ مراسم اور محبانہ تعلقات تھے۔ آپ نہایت عابد، زاہد اور متقی انسان تھے، پاکستان میں بھی ان کی شب بیداری، تلاوت سے شغف، خدمت قرآن، دینی استقامت، نماز باجماعت، صف اول اور تکبیرۂ اولیٰ کی پابندی معروف تھی، مگر ہجرت کے بعد تو انہوں نے خود کو تمام مشاغل سے یکسو کرکے عبادت، ریاضت، تلاوت اور مجاہدہ کے لئے وقف کرلیا تھا، مسجد

نبوی میں صفِ اول میں امام صاحب کی بائیں جانب نماز پڑھنے کا معمول تھا، سالہا سال تک آپ کا یہ معمول رہا کہ تہجد کے وقت روزہ رکھ کر اس جگہ آکر مصروفِ عبادت ہوتے اور عشاء کی نماز سے ڈیڑھ گھنٹہ بعد مسجد شریف بند ہونے تک نماز، ذکر، تسبیحات اور تلاوت میں مشغول رہتے، مواجہ شریف پر آپ کی محویت، ادب، محبت اور بے خودی دیدنی ہوتی، دو دو تین تین گھنٹے ایک ہی کیفیت میں سر جھکائے درود و سلام میں مشغول رہتے، بالکل وہی کیفیت:

پہروں پسِ دیوارِ لیلیٰ، مجنوں
کھڑا ہے تو کھڑا ہے بیٹھا ہے تو بیٹھا ہے

مگر وہ کیفیت نفسانی اور عشقِ مجازی کی تھی اور یہ کیفیت ایمانی اور عشقِ حقیقی کی تھی، برادرم حافظ محمد اسحاق ملتانی (ادارہ تالیفات اشرفیہ) کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ مسجد نبوی شریف میں بیٹھے ہوئے کچھ فاصلے پر میں نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، وہ شخص رکوع میں گیا تو تقریباً گھنٹہ بھر اس نے رکوع سے سر نہیں اٹھایا، معاً میرے دل میں خیال آیا کہ کہیں یہ حضرت قاری محمد طاہر صاحب نہ ہوں، قریب آکر دیکھا تو میرا خیال درست نکلا، حضرت قاری صاحب دنیا و مافیہا سے بے خبر اپنے پروردگار سے راز و نیاز میں مشغول تھے۔

مکہ مکرمہ میں بھی آپ کی عبادت اور مجاہدہ درجۂ کمال کو پہنچا ہوا تھا، حجاز مقدس میں ۱۹/سالہ قیام کے دوران کئی کئی مہینے مکہ مکرمہ میں گزارنے کا موقع نصیب ہوا، مکہ مکرمہ میں روزہ کے ساتھ چالیس طواف روزانہ کرنے کا معمول تھا، طواف کے دوران تلاوت میں مشغول رہتے، ایک مرتبہ مطاف میں راقم السطور کی ملاقات بھی ہوئی، بہت ہی محبت و اخلاق سے ملے اور دعاؤں سے نوازا۔

ایک مرتبہ اہلیہ محترمہ (صاحبزادی حضرت قاری رحیم بخش صاحبؒ) بھی ہمراہ تھیں، انہوں نے بھی حضرت قاری محمد طاہر صاحب کے ساتھ طواف شروع کردیا، تین طواف مکمل ہونے کے بعد انہوں نے کہا: اب مجھ سے نہیں چلا جاتا، کچھ دیر آرام کرلیں، اس پر حضرت قاری صاحب نے ہمت بندھاتے ہوئے فرمایا کہ شروع شروع میں ایسے ہی ہوتا ہے پھر ٹانگیں مضبوط ہوجاتی ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان جیسا ایمان و مجاہدہ نصیب فرمائیں۔

حضرت قاری صاحب کو جگر کا عارضہ تھا، بیماری کے آخری ایام میں احباب نے باصرار چین جانے کا مشورہ دیا اور عرض کیا وہاں اس بیماری کا علاج بہتر طور پر ممکن ہے۔ حضرت قاری صاحب نے اس مشورہ کو سختی سے مسترد کردیا اور فرمایا کہ اب زندگی کے جتنے دن ہیں، مدینہ منورہ سے جدا ہونا نہیں چاہتا، اب مدینہ منورہ کی موت اور جنت البقیع کی تدفین کی تمنا ہے، اللہ تعالیٰ پوری فرمادیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول و محبوب بندے کی اس تمنا کو پورا فرمایا اور ۲۶/جمادی الاخریٰ ۱۴۲۹ھ کی صبح کو مسجد نبوی شریف میں نماز جنازہ کے بعد آپ کو جنت البقیع میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کے قریب سپرد خاک کردیا گیا:

آخر گِل اپنی صرفِ درِ میکدہ ہوئی
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

نماز جنازہ امام مسجد نبوی فضیلۃ الشیخ عبدالباری حفظہ اللہ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ پڑھنے والوں میں امام شیخ علی عبدالرحمٰن الحذیفی بھی اشکبار آنکھوں کے ساتھ موجود تھے۔ حضرت قاری صاحب کے صاحبزادے قاری عبدالقادر رحیمی نے بتایا کہ والد صاحب نے آخری وقت میں تیمم کیا اور اذان کے کلمات کا جواب دیتے ہوئے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

حضرت قاری صاحب اپنے دادا استاذ امام القراء حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب مہاجر مدنی اور شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی سے مجاز بیعت تھے، ہم کمزوروں کی بارگاہ خداوندی میں حضرت قاری صاحب کی مغفرت و رفع درجات کے لئے دل سے دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد و پسماندگان کو اس سانحہ پر صبر جمیل عطا فرمائیں، آپ کے صاحبزادے قاری عبدالقادر رحیمی اور ان کے دوسرے بھائی، اہلیہ محترمہ اور برادر نسبتی مولانا قاری اہل اللہ رحیمی اور قاری محمد نصر اللہ رحیمی ہماری دلی تعزیت کے مستحق ہیں بلکہ حضرت کے تلامذہ اور متعلقین بھی، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی کامل ایمان نصیب فرمائیں اور کامل ایمان پر خاتمہ مقدر فرمائیں، آمین۔

(بشکریہ روزنامہ اسلام کراچی)

☆☆..........☆☆

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ ڈی ایم ایس سوسائٹی ریاض مسجد کراچی کے سرگرم کارکن اور ہمارے دیرینہ ساتھی بھائی طارق سمیع صاحب کے والد ماجد شیخ سمیع الدین انبالہ والے گزشتہ دنوں انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کچھ عرصہ سے صاحب فراش تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کامل مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا سعید احمد جلال پوری، مولانا قاضی احسان احمد، محمد انور رانا، سیّد انوارالحسن اور دیگر ساتھیوں نے بھائی طارق سمیع کے والد بزرگوار کی مغفرت اور بلندئ درجات کی دعا کی۔ قارئین ختم نبوت سے بھی استدعا ہے کہ مرحوم کو اپنی دعاؤں میں فراموش نہ فرمائیں۔

قادیانیوں کی موجودہ سرگرمیاں اور ہمارا کردار!

سیّد احمد حسین زید

پاکستان شروع سے ہی باطل قوتوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے، موجودہ دور حکومت میں انہیں اپنی سرگرمیوں کی مکمل آزادی حاصل ہے، باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت منظم انداز میں دینی قوتوں کو کمزور باطل قوتوں بالخصوص قادیانیوں کو مستحکم کیا جارہا ہے۔ تقسیم پاکستان کے ایجنڈے کی تکمیل کے لئے قادیانیوں، قادیانی نوازوں اور امریکی ایجنٹوں کو امریکا کی مکمل حمایت و تائید حاصل ہے، دینی مراکز کو تباہ و برباد کرنے اور مسلمانوں کو دہشت گرد باور کرانے کے لئے لادین عناصر پورے زوروشور سے سرگرم ہیں، مقام افسوس ہے کہ مخدوم زادہ یوسف رضا گیلانی کے وزیراعظم بننے سے قبل قادیانیوں کی سرگرمیاں پوشیدہ تھیں مگر موجودہ حکومت کے آتے ہی یہ سرگرمیاں تیز تر ہوگئی ہیں، پیپلز پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دور میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا اور قادیانیوں نے اس موقع پر مرحوم بھٹو کو عبرتناک انجام کی دھمکی دی تھی، مرحوم بھٹو کی پھانسی ان کے بیٹوں کا قتل اور ان کی بیٹی کو بم دھماکے میں ہلاکت کے تانے بانے قادیانیوں سے ہی ملتے ہیں۔ بدقسمتی ہے کہ ہمارے حکمران اس بات کا ادراک کرنے سے عاری ہیں، حکومتی ایوانوں میں قادیانی حساس عہدوں پر متمکن ہیں، لال مسجد کی شہادت، جامعہ حفصہ میں ہزاروں بچیوں کی فاسفورس بم سے شہادت میں تو براہ راست قادیانی ملوث تھے۔ وکٹری کا نشان بنانے والے فوجی بلامبالغہ قادیانی تھے، کسی مسلمان سے یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ مسجد پر گولیاں برسائے، بم مارے اور وکٹری نشان ایسے بنائے جیسے کشمیر کو ہندوستان سے آزاد کرالیا ہو، اور قرآن مجید کے سینکڑوں نسخوں کو گندے نالے میں بہانے کی مذموم حرکت کرے، یہ یقیناً قادیانی لابی کا ہی کام ہے۔

کوٹری میں مسلمانوں کے جلوس پر فائرنگ معصوم مسلمان طالب علم کی شہادت اور سرعام تبلیغ اور ارتدادی سرگرمیوں کو جاری کرنے کا سلسلہ اس بات کا غماز ہے کہ اس کے پیچھے کسی حکومتی قوت کا ہاتھ ہے، پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں مرزائی طلباو طالبات کی تبلیغ سے ایک مسلمان طالب علم اور دو طالبہ کے مرتد ہونے پر عوام اور علماء کرام کی آنکھیں کھلیں الحمدللہ! علماء کرام کی جدوجہد سے مسلمان طالب علم اور طالبات کے اشکالات دور کئے گئے اور وہ دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔ مسلمان طلباء کے احتجاج پر ۲۳ قادیانی طلباء و طالبات کو کالج سے خارج کردیا گیا، پولیس طلب کرکے ہاسٹل پر تالے لگادیئے گئے اور مسلمان طلباء کو کالج بند کرکے گھر بھیج دیا گیا، گورنر پنجاب سلمان تاثیر جب سے اس منصب پر فائز ہوئے ہیں، وہ ''شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار'' بنے ہوئے ہیں اور ڈوبتی پرویزی کشتی کو کنارہ دینے کی تگ ودو کررہے ہیں، گورنر صاحب کی ''رگ حمیت'' جاگی اور انہوں نے قادیانی طلباء کو داخلہ دینے کے احکامات صادر کردیئے اور اس مقصد کے لئے پروفیسروں کی جائزہ کمیٹی بنادی گئی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر علماء کرام اور فیصل آباد کے غیور عوام کے ساتھ ساتھ پنجاب کے مختلف علاقوں میں احتجاج کا سلسلہ جاری ہے۔ قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کا دائرہ پاکستان اور آزاد کشمیر میں بھیمبر اور کوٹلی بطور خاص قادیانی ہدف ہیں۔ حالات کا تقاضا ہے کہ ہر مسلمان دینی غیرت کا ثبوت دے اور سچے محب رسول اور عاشق مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ثبوت دیتے ہوئے میدان عمل میں کود پڑے۔ ضرورت ہے کہ ایک مرتبہ پھر ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحاریک ختم نبوت کی یادیں تازہ کردی جائیں اور قادیانیوں اور قادیانی نوازوں کو ایسا سبق سکھایا جائے کہ وہ پھر سر اٹھانے کے قابل نہ رہیں۔

قادیانی دجل وفریب اور جھوٹ پر مبنی عمارت کھڑی کرکے اس کے لئے کمربستہ ہیں اور ہم جو سچائی دیانت اور صداقت کے علمبردار ہیں وہ ابھی تک کبوتر کی طرح آنکھیں موندے پڑے ہیں، ہمیں کسی مداہنت، مصلحت اور مفاد پرستی کو خاطر میں نہیں لانا چاہئے، آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار جھوٹ کی تبلیغ کے لئے اس قدر سرگرم ہیں تو ہم خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار ہونے کی حیثیت سے سچائی کی تبلیغ سے کیوں گریزاں ہیں؟

آیئے اپنے تمام اختلافات ختم کرکے ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر جمع ہوجائیں تب ہی اخروی سرخروئی حاصل ہوسکتی ہے۔ ☆☆......☆☆

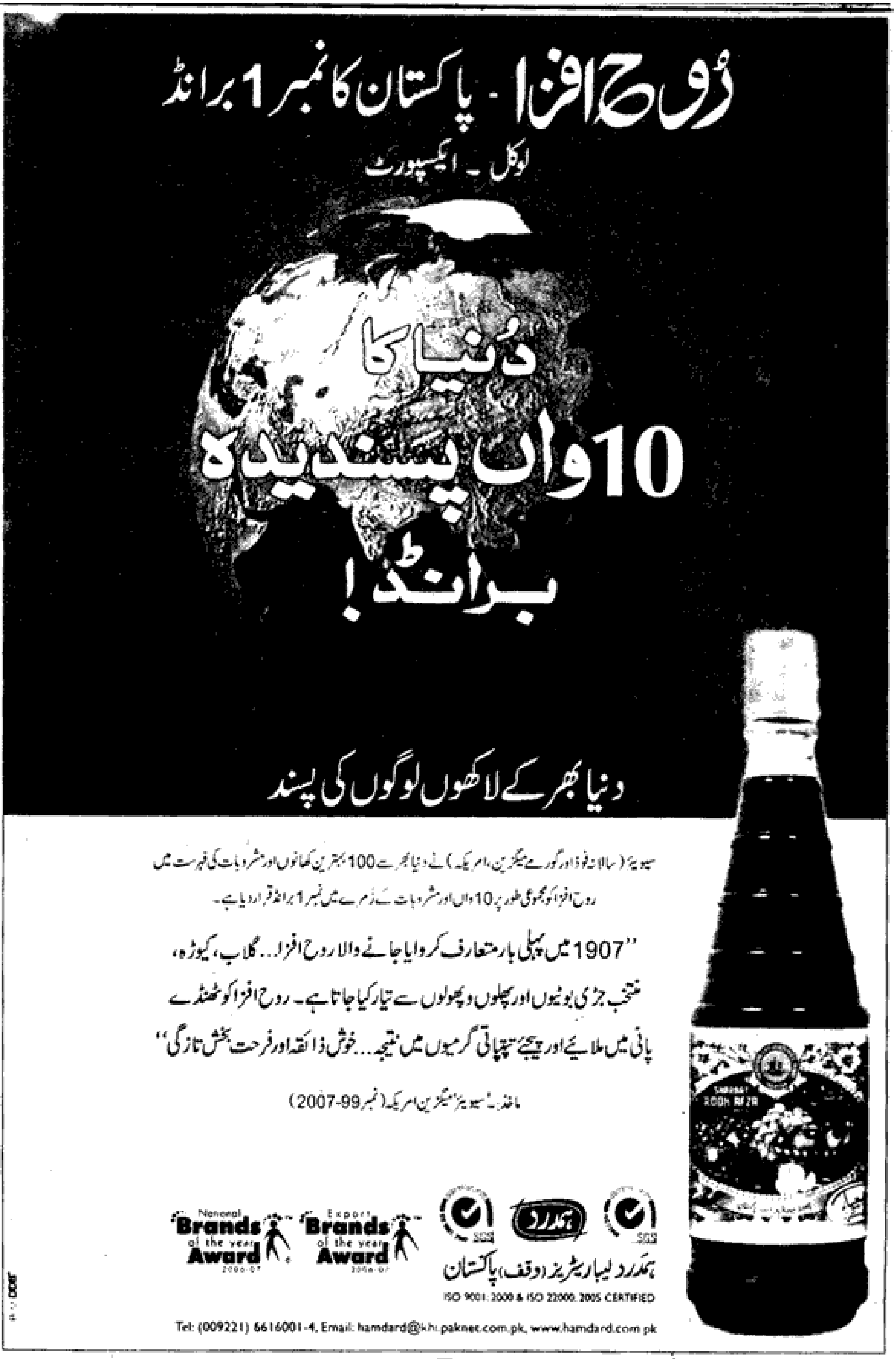
رُوح افزا - پاکستان کا نمبر 1 برانڈ
لوکل - ایکسپورٹ
دُنیا کا
10واں پسندیدہ
برانڈ!
دنیا بھر کے لاکھوں لوگوں کی پسند
سیویز (سالانہ فوڈ اور گورمے میگزین امریکہ) نے دنیا بھر سے 100 بہترین کھانوں اور مشروبات کی فہرست میں
روح افزا کو مجموعی طور پر 10 واں اور مشروبات کے زمرے میں نمبر 1 برانڈ قرار دیا ہے۔
''1907 میں پہلی بار متعارف کروایا جانے والا روح افزا... گلاب، کیوڑہ،
منتخب جڑی بوٹیوں اور پھلوں و پھولوں سے تیار کیا جاتا ہے۔ روح افزا کو ٹھنڈے
پانی میں ملایئے اور تپتی چلچلاتی گرمیوں میں نتیجہ... خوش ذائقہ اور فرحت بخش تازگی''
ماخذ: سیویز میگزین امریکہ (نمبر 99-2007)
National Brands of the year Award 2006-07
Export Brands of the year Award 2006-07
ہمدرد
ہمدرد لیبارٹریز (وقف) پاکستان
ISO 9001: 2000 & ISO 22000. 2005 CERTIFIED
Tel: (009221) 6616001-4, Email: hamdard@khi.paknet.com.pk, www.hamdard.com.pk

مولانا اللہ وسایا

بلوچستان پر قادیانیت کی یلغار

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے محرکات وعوامل پر غور کے لئے حکومت پنجاب نے دو رکنی عدالتی تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا۔ مسٹر جسٹس منیر اور مسٹر جسٹس ایم آر کیانی نے اپنی رپورٹ کے ص:۲۱۳، پر لکھا ہے:

''قادیانی بلوچستان کو احمدی صوبہ بنانا چاہتے ہیں۔''

صوبہ بلوچستان پر قبضہ اور قادیانی حکومت قائم کرنے کا خناس قادیانیوں کے دل و دماغ میں گھر کئے ہوئے ہے۔ ۱۹۴۷ء میں اس کے قادیانی سربراہ مرزا بشیرالدین محمود نے ایک گہری سازش اور گھناؤنی منصوبہ بندی سے اس خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے خفیہ طور پر ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا، مگر ناکامی اس کا مقدر بنی، چنانچہ قادیانی ایک طویل عرصہ تک زخم چاٹتے رہے اور زیر زمیں مرزا بشیرالدین محمود کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے متحرک رہے، دور حاضر میں امریکا بلوچستان کو پاکستان سے علیحدہ کرکے گریٹر بلوچستان کے نام پر نیا ملک بنانے کی سرتوڑ کوشش کررہا ہے، جسے پاکستانی ڈکٹیٹر حکمران کی بھرپور آشیرباد حاصل ہے، لہٰذا قادیانی وطن دشمن ٹولہ نے موقع اور حالات حاضرہ کی مناسبت سے اپنی مذموم خواہش کی تکمیل کے لئے نئی منصوبہ بندی سے عمل درآمد شروع کردیا ہے، جس کے لئے قادیانیوں نے ''ہیومنٹی انٹرنیشنل فرسٹ'' کے خفیہ نام سے لندن میں این جی او رجسٹر کروارکھی ہے اور امریکا مالی امداد فراہم کررہا ہے، اس گھناؤنے منصوبہ کو عملی شکل دینے کے لئے امریکی مالی معاونت اور بھرپور آشیرباد حاصل ہے۔ جس طرح امریکا وادی سوات کو آغا خانی ریاست بنانے پر تلا ہوا ہے، اسی طرح بلوچستان میں قادیانی اسٹیٹ بنانے میں ممد ومعاون ہے۔

اس مذموم سازش کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قادیانی ٹولہ نے پسنی سے تقریباً تیس کلومیٹر پر ''شادی کور'' دامن کوہ میں واقع گاؤں میں ''ہیومنٹی انٹرنیشنل فرسٹ'' این جی او کے نام پر ڈھائی سو کمروں پر مشتمل کوارٹرز تعمیر کرکے وہاں نادار لوگوں کو بسانے کا کام شروع کردیا ہے، تعمیراتی کام کی نگرانی میجر (ر) شاہد احمد سعدی قادیانی نائب ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ چناب نگر (ربوہ) کررہا ہے، راج، مزدور ودیگر عملہ چناب نگر، احمد نگر، حیدرآباد سندھ اور کراچی سے تعلق رکھنے والے قادیانیوں پر مشتمل دو دو ماہ کے وقف عارضی پر بھجوایا جاتا ہے، جبکہ وہاں پر نگرانی کے لئے چناب نگر سے مخلص قادیانی اصحاب جن میں ہومیو ڈاکٹر مسرور احمد بھٹی ودیگران شامل ہیں، ہر دو ماہ بعد تبدیل کردیا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ مقام ''شادی کور'' اور گردونواح میں ذکری فرقہ کے لوگوں کی اکثریت ہے۔ قادیانی عہدیداران شاہد سعدی، صوبائی امیر جماعت ودیگر نے ذکری فرقہ کو شیشے میں اتار کر اپنا وطن مخالف پروگرام زور شور سے جاری کررکھا ہے، یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ذکری فرقہ کے عقائد باطلہ میں نماز، روزہ کا کوئی تصور نہیں ہے، لہٰذا وہاں ڈیوٹی پر موجود قادیانی بھی ادائیگی صلوٰۃ وروزہ ادا نہیں کرتے اور یوں یہ غداران اسلام، وطن، امریکی امداد و معاونت سے صوبہ بلوچستان کو پاکستان سے علیحدہ کرنے اور امریکا کے سایہ تلے قادیانی ریاست بنانے میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کررہے ہیں۔

یہ بات خاص طور پر محب وطن پاکستانیوں کے لئے باعث تشویش ہے کہ امریکی پٹھو آمر حکمران اور اس کے مفاد پرست اتحادی دیدہ دانستہ خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں، بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ وہ ملک توڑنے کی مذموم سازش میں برابر کے شریک ہیں، لہٰذا پاکستان کی سالمیت اور بقا کے لئے محب وطن وفدائیان اسلام کو کھلی آنکھوں سے ان حالات پر سوچنا ہوگا۔

گوادر میں ''عمران ٹریڈرز'' نامی قادیانی پروپرٹی ڈیلر ہے، جس کی وساطت سے قادیانی جماعت نے مختلف اصحاب کے نام پر کثیر پلاٹ اراضی خرید کرلئے ہیں، تاکہ منصوبہ مذموم کی تکمیل کے بعد یہودیوں کی پیروی کرتے ہوئے دنیا بھر سے قادیانیوں کو لاکر آباد کیا جاسکے اور اپنی تعداد کو اکثریت میں بدلا جاسکے، سردست نادار بلوچوں کو رہائشی مکانات مفت فراہم کرکے دام قادیانیت میں پھانسنا مقصود ہے تاکہ ان کی حمیت وعزیمت مرجائے اور وہ ان کی راہ کا روڑہ نہ بن سکیں۔

چناب نگر ودیگر شہروں سے وقف عارضی پر بھجوائے جانے والے ہومیو ڈاکٹر مسرور احمد بھٹی قادیانی کے ذریعے ہزاروں روپے مالیت کی ہومیو پیتھک اور ایلوپیتھی ادویات لے جاکر وہاں کے لوگوں میں مفت تقسیم کرتے ہیں اور یوں ان کی ہمدردیاں حاصل کرکے ''مرکز قادیانیت'' چناب نگر کو رپورٹ ارسال کرتے ہیں، فی الحال امریکی و برطانوی آقاؤں کی ہدایت پر قادیانیت کا پرچار تو نہیں کرتے، مگر قیام پاکستان کے مقاصد وغرض وغایت کے خلاف سادہ لوح بلوچوں کو گمراہ کرنے کا وطیرہ اپنائے ہوئے ہیں، نیز بلوچستان میں پاکستانی آمر حکمرانوں کے مظالم اور زیادتیوں کا پروپیگنڈا

باقی صفحہ ۲۶ پر

خبروں پر ایک نظر!

قادیانیوں کے ضلع کوٹلی (آزاد کشمیر) کو بیس کیمپ بنانے کے خواب اور مسلمانوں کا ردِ عمل

آزاد کشمیر (رپورٹ: مفتی محمد خالد میر)

قادیانیوں نے آزاد کشمیر ضلع کوٹلی کے ایک گاؤں ندھیری میں اپنا صد سالہ جشن منایا، یہ گاؤں یونین کونسل گوئی میں واقع ہے، جو سیز فائر لائن کے بالکل قریب ہے، عجیب بات یہ ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہوتے ہوئے قادیانی اپنے مرکز چناب نگر میں یا ملک کے کسی بھی بڑے شہر اور گاؤں و قصبے میں یہ جشن منانے کی جرأت نہیں کرتی، لیکن قادیانیوں نے اپنے صد سالہ پروگرام کو منانے کے لئے آزاد کشمیر کے ضلع کوٹلی کا انتخاب اس لئے کیا ہے کہ کوٹلی میں ان کو کسی قسم کی رکاوٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا، یہی وجہ ہے کہ چناب نگر سے ایک بڑے قافلے کی صورت میں نصف پنجاب اور پورے ضلع کوٹلی کو عبور کر کے دور دراز دیہات ندھیری میں یہ پروگرام منعقد کیا گیا، انتظامیہ یا مسلمانوں میں سے کسی کو یہ جسارت نہ ہو سکی کہ وہ ان کو جلسہ کرنے سے روکے، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ضلع کوٹلی کو قادیانی پوری ریاست جموں و کشمیر کا بیس کیمپ بنانا چاہتے ہیں۔ قادیانی جماعت کی پوری توجہ کوٹلی پر ہے اور باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ یورپ اور کینیڈا کے قادیانی سب سے زیادہ فنڈ کوٹلی کی جماعت کو فراہم کر رہے ہیں۔

ضلع کوٹلی کو قادیانی اپنا مضبوط حصار سمجھتے ہیں

اور اس ضلع کو ریاست کا بیس کیمپ بنانے کی غرض سے گزشتہ چند مہینوں سے پورے ضلع میں اپنے مراکز میں (جو دو درجن سے زائد ہیں) توسیع کر رہے ہیں، اس پر کسی نے توجہ نہیں دی، لیکن جب بھڑالی کے مقام پر ایک گاؤں میں قادیانیوں نے جنگل کی اراضی پر اپنی عبادت گاہ بنائی تو مقامی مسلمانوں نے اس کا سختی سے نوٹس لیا، کچھ عرصہ قبل یہاں ان کی عبادت گاہ کی تعمیر کے خلاف کیس کیا گیا تھا، عدالت نے اس پر پابندی لگائی تھی، اب قادیانیوں نے عدالتی فیصلے کے باوجود اپنی عبادت گاہ بنائی تھی، مقامی نوجوان غلام نبی، شعیب ہاشمی نے اپنے وکیل عقاب ہاشمی سے مشورہ

سہ ماہی تربیتی کنونشن ٹنڈو آدم

ٹنڈو آدم (رپورٹ: حافظ محمد فرقان انصاری)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے زیر اہتمام تمام شہر کے مجاہدین ختم نبوت کا سہ ماہی تربیتی کنونشن بعد نماز عصر دفتر ختم نبوت واقع جامع مسجد ختم نبوت میں ہوا۔ جرنیل ختم نبوت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ سندھ کے امیر حضرت علامہ مولانا احمد میاں حمادی آنکھوں کے تازہ آپریشن کے باوجود بنفس نفیس تشریف لائے اور صدارت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع سانگھڑ کے روح رواں مولانا محمد راشد مدنی نے گزشتہ سہ ماہی کی کارکردگی کی تفصیل پیش کی۔ کنونشن میں مجلس کے مبلغ مفتی حفیظ الرحمن رحمانی، مفتی محمد طاہر حنفی، حافظ محمد زاہد حجازی، مقامی امیر حاجی محمد اسلم مغل، نائب امیر راؤ حاجی محمد جمیل، ناظم ڈاکٹر محمد خالد آرائیں، ناظم تبلیغ قاری وحتی بخش لاشاری، راقم الحروف، خازن ماسٹر عبدالحکیم چانگ سمیت تمام یونیز کے کارکنوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی نے بعد نماز مغرب خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر اپنے لئے ذخیرہ آخرت بنایا اور پارٹی کو سبق دیا کہ ناموس رسالت سے متعلق کسی قسم کی کوئی سودے بازی نہ کی جائے مگر افسوس کہ پی پی پی کی حکومت کے آتے ہی قادیانی اپنی بلوں سے باہر نکلنا شروع ہو گئے ہیں، پورے ملک میں قادیانیوں نے اپنی ارتدادی سرگرمیوں میں اضافہ کر دیا ہے، فیصل آباد میں کالج میں قادیانی طلبہ کی جانب سے ارتدادی سرگرمیوں کے خلاف جب مسلم طلبا نے احتجاج کیا تو پرنسپل نے قادیانی طلبہ کو کالج سے نکال دیا جس پر گورنر پنجاب نے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے قادیانی طلبہ کو واپس رکھنے کے لئے پرنسپل پر دباؤ ڈالا ہے جو کہ سمجھ سے بالاتر ہے انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کا مسئلہ مسلمان کے لئے موت و زندگی کا مسئلہ ہے اس مسئلہ پر کسی قسم کی سودے بازی مسلمان برداشت نہیں کریں گے، انہوں نے کہا کہ اگر حکومت نے قادیانیوں کو لگام نہ دی اور قادیانی یوں ہی اپنی ارتدادی سرگرمیوں میں مصروف رہے تو مسلمان مجبور ہو کر سڑکوں پر نکل آئیں گے اور قادیانیوں کے لئے پاک سرزمین تنگ کر دیں گے، حکومت قادیانیوں کی سازشوں کا نوٹس لے مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ نے قادیانیت کو قریب سے دیکھ کر کہا تھا کہ: "قادیانی نہ صرف اسلام بلکہ ملک پاکستان کے بھی غدار ہیں" پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی نے بانیٔ پاکستان محمد علی جناح کا نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا، حکومت قادیانیوں کو پاکستان کے تمام کلیدی عہدوں سے برطرف کرے اور ملک کی بیوروکریسی سے قادیانیوں کے انخلاء کو یقینی بنایا جائے، ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو باعزت طور پر بری کر کے قادیانیوں کے پلان کو ناکام بنایا جائے، انہوں نے مطالبہ کیا کہ اندرون سندھ گولارچی، بدین، تھرپارکر، کوٹڑی میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں حد سے متجاوز ہیں انہیں روکا جائے اور قادیانیوں کو امتناع قادیانیت آرڈیننس کا پابند بنایا جائے۔

کرنے کے بعد کیس کیا، جس پر ضلعی انتظامیہ کوٹلی نے فوری کارروائی کرتے ہوئے ایک شخص کو گرفتار کرلیا، پانچ فرار ہوگئے اور ایک کو اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں نے کینیڈا بھجوادیا، پانچ قادیانی عبوری ضمانت پر ہیں ان کے خلاف سیشن کورٹ میں کیس چل رہا ہے۔

تتہ پانی کے مضافات میں بھابھڑا گاؤں میں قادیانی ایک نئی عبادت گاہ بنا چکے تھے جو تکمیل کے مراحل میں تھی۔ ڈپٹی کمشنر کوٹلی غلام بشیر مغل نے اپنی نگرانی میں گروادی، اس گاؤں میں قادیانیوں کے چند مراکز پہلے سے موجود ہیں، یہاں ایک سو سے زائد گھرانے آباد ہیں۔ عبدالشکور مسلمان نوجوان نے ان کے خلاف ایف آئی آر درج کروائی۔ انتظامیہ نے گرفتاری کے لئے کارروائی کی لیکن متعلقہ قادیانی عبوری ضمانت کروانے میں کامیاب ہوگئے اور فرار ہوگئے۔ ان کے خلاف کیس چل رہا ہے۔ بھابھڑا، تتہ پانی اور بھڑالی سے انتظامیہ نے کارروائی کرتے ہوئے ان کی عبادت گاہوں کے اسپیکر ضبط کرلئے ہیں اور ان کے سب سے بڑے مرکز ندھیری جہاں صد سالہ جشن منایا گیا، اسپیکر استعمال پر پابندی لگادی ہے، جہاں سے روزانہ پانچ وقت اذان اور جمعہ کو اشتعال انگیز وارتدادی تقریر ہوتی تھی۔ قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں اور شرانگیزیوں سے کوٹلی کے مسلمانوں میں بہت ہی زیادہ اشتعال پایا جاتا ہے اور حالات کشیدگی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ڈپٹی کمشنر نے صورتحال کو دیکھ کر پہلی بار کوٹلی میں قادیانیوں کے خلاف بھرپور قانونی کارروائی عمل میں لائی اور علمائے کرام کی ایک میٹنگ طلب کی، جس میں منہاج القرآن کوٹلی، مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علمائے کشمیر کے علاوہ بھڑالی، بھابھڑا اور تتہ پانی کے مسلمانوں نے بھی شرکت کی اور قادیانی ارتدادی سرگرمیوں کی کھل کر شکایات کیں اور مندرجہ ذیل مطالبات بھی پیش کئے:

۱:...... ضلعی افسران کے قادیانیوں کے ساتھ تعلقات ہیں جب بھی کوئی نیا افسر آتا ہے تو قادیانی اس کو ہائی جیک کرلیتے ہیں، قادیانی وفد ان سے ملتا ہے، ہدیے، تحفے دیتا ہے، ان کو گھروں میں بلاکر کھانے کھلاتا ہے، اور مووی بناکر اپنے مراکز بھیجتے ہیں اس سے ایک تو یہ بات باور کرواتے ہیں کہ یہ ہمارے سچے ہونے کی دلیل ہے کہ اتنے بڑے افسران ہمارے پاس آتے ہیں، اور دوسرا یہ بتاتے ہیں کہ یہ لوگ ہمارے زیر تبلیغ ہیں، لہٰذا تمام افسران قادیانیوں سے اپنے تعلقات ختم کریں، ڈپٹی کمشنر نے یقین دلایا کہ آئندہ اگر کوئی ایسا واقعہ ہوا تو میں اس کا نوٹس لوں گا۔

۲:...... قادیانیوں نے ضلعی افسران کو ہائی جیک کرنے کے لئے قیصر داؤد ایڈووکیٹ قادیانی کو اس کام کے لئے مخصوص کیا ہوا ہے اور جماعتی فنڈ سے ایک خطیر رقم بھی اس کے لئے مختص کی ہوئی ہے۔

۳:...... قادیانی ٹھیکے منسوخ کئے جائیں، ضلعی ہسپتال کوٹلی کے دو ٹھیکے خوراک وادویات گزشتہ بیس سالوں سے قادیانی لیتے تھے، میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ یہ ٹھیکے کسی غیر مسلم یعنی قادیانی کو نہیں دیئے جائیں گے، لہٰذا یہ دونوں ٹھیکے مسلمانوں کو دے دیئے گئے، لیکن ادویات کے ٹھیکے کی قادیانیوں نے ہائی کورٹ میں رٹ کردی ہے، ان ٹھیکوں کا سالانہ پچاس لاکھ منافع قادیانی حاصل کرکے اپنی جماعتی فنڈ میں دیتے ہیں جو مسلمانوں کو مرتد بنانے پر خرچ کیا جاتا ہے۔

۴:...... قادیانی اپنی دکانوں اور مارکیٹوں سے

آل پارٹیز ناموس رسالت ایکشن کمیٹی کی اپیل پر یوم احتجاج

گوجرانوالہ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور آل پارٹیز ناموس رسالت ایکشن کمیٹی کی اپیل پر گوجرانوالہ شہر بھر کی مساجد میں پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں قادیانی طلبا کو دوبارہ داخلہ دینے اور انڈونیشیا میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہ دینے کے خلاف یوم احتجاج منایا گیا اور مساجد میں قراردادیں منظور کرکے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ پی ایم سی میں مرزائیت کی تبلیغ کرنے والے طلبا کے خلاف ۲۹۵-سی کے تحت مقدمہ درج کیا جائے اور انہیں کالج سے خارج کیا جائے۔ حکومت پنجاب نے گورنر پنجاب کی قادیانیت نوازی کا نوٹس نہ لیا اور مرزائیت نوازی نہ چھوڑی تو راست اقدام کیا جائے گا۔ کوئی مسلمان اس بات کا تصور بھی نہیں کرسکتا کہ وہ دشمنانِ رسول کی سرپرستی و حمایت کرے، یہ مطالبہ کرنے والوں میں پاکستان شریعت کونسل کے سیکریٹری جنرل شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی، جمعیت علمائے اسلام پنجاب کے امیر سابق ایم این اے شیخ الحدیث مولانا قاضی حمید اللہ خان، مرکزی شوریٰ کے رکن مولانا سید عبدالمالک شاہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عمر حیات، مولانا محمد عارف شامی، مولانا حافظ محمد ثاقب، کل جماعتی ناموس رسالت ایکشن کمیٹی کے کنوینر مولانا مشتاق احمد چیمہ، مرکزی جماعت اہلسنت کے امیر علامہ خالد حسن مجددی، مرکزی جمعیت اہلحدیث کے رہنما مولانا حافظ محمد امین محمدی، جمعیت علمائے اسلام (س) پنجاب کے امیر علامہ محمد ایوب صفدر، جمعیت اہلسنت والجماعت کے رہنما مولانا حافظ گلزار احمد آزاد، مولانا محمد ریاض گجراتی، مولانا محمد ریاض شانی، جمعیت العلمائے پاکستان کے رہنما مولانا صاحبزادہ نصیر احمد اویسی، اتحاد العلماء پاکستان کے رہنما شیخ الحدیث مولانا محمد عارف اور دیگر شامل ہیں۔

آیاتِ قرآنی اور ماشاء اللہ کے الفاظ مٹائیں، اپنی دکانوں میں واضح طور پر قادیانی کا بورڈ چسپاں کریں تاکہ معلوم ہو کہ مسلمان کون اور قادیانی کون ہے۔

۵:...... قادیانی اپنا جنازہ مسلمانوں کے قبرستان سے لے کر گزرتے ہیں، ان پر پابندی لگائی جائے۔

۶:...... قادیانیوں کی کوٹلی اور آزاد کشمیر میں رجسٹریشن کی جائے۔

ڈپٹی کمشنر نے یقین دلایا کہ بتدریج ان باتوں پر عمل کیا جائے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، منہاج القرآن اور تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام اور مسلمانوں نے ڈی سی غلام بشیر مغل کو قادیانیوں کے خلاف کارروائی کرنے پر خراج تحسین پیش کیا۔

☆☆......☆☆

عظیم الشان تحفظ ناموسِ رسالت کانفرنس بہاولپور

بہاولپور (محمد اسحاق ساقی) قادیانیت کے خاتمہ کے دن قریب آ رہے ہیں، قادیانیوں کی حالیہ شرارتیں اپنے گرتے وقار کو بحال رکھنے، مریدوں کو ”سب اچھا ہے“ کے انداز میں قادیانیت سے وابستہ رکھنے کی چالیں ہیں، ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے جامع مسجد الصادق میں منعقد ہونے والی عظیم الشان کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا، انہوں نے پی پی کی گورنمنٹ سے مطالبہ کیا کہ وہ قادیانیوں کی سرگرمیوں کو کنٹرول کرے بصورت دیگر قادیانیوں کے خلاف اٹھنے والی تحریک ان کے خاتمہ پر منتج ہوگی۔ جمعیت علماء اسلام سندھ کے ناظم اعلیٰ سینئر علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو نے کہا کہ گزشتہ دور میں قادیانیوں کی خاموشی اور موجودہ عوامی حکومت کے دور میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی شرارتیں پاکستان پیپلز پارٹی سے انتقام لینے کی سازش ہے، کیونکہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، جس کو قادیانی آج تک ہضم نہیں کر سکے، آج جبکہ حکومت مختلف بحرانوں کا شکار ہے قادیانیوں کی شرارتیں بحرانوں میں اضافہ کرنے کے مترادف ہیں۔ جمعیت اہلحدیث کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے کہا کہ ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اہلحدیث کا بچہ بچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شانہ بشانہ جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے تیار ہے، انہوں نے تحریک ختم نبوت کے قائدین حضرت خواجہ خان محمد، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر اور مولانا عزیز الرحمن جالندھری کو مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ قادیانیت کے دن گنے جا چکے ہیں، اگر انہوں نے شرارتیں نہ چھوڑیں تو ذوالفقار علی بھٹو کے دور کی طرح پیپلز پارٹی کے موجودہ دور میں قادیانیوں کے خلاف کی تحریک چلائی جائے گی۔ کانفرنس سے مولانا سید مظہر شاہ الاسعدی، علامہ ریاض چغتائی، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا عبدالستار حیدری، مولانا عبدالصمد، مولانا عبدالرزاق، مولانا محمد حنیف سمیت کئی ایک حضرات نے خطاب کیا، ایک قرارداد کے ذریعہ انڈونیشیا میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر پابندی، بنگلہ دیش کے ہائیکورٹ کے فیصلہ جس میں قادیانیوں کے لٹریچر پر پابندی عائد کی گئی ہے کا خیر مقدم کیا گیا۔ پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کی انتظامیہ کے فیصلہ جس میں قادیانی غنڈوں کو کالج سے نکال دیا گیا تھا کا بھی خیر مقدم کیا گیا۔ گورنمنٹ پنجاب بالخصوص گورنر کے رویہ کی شدید مذمت کی گئی۔

بقیہ: بلوچستان پر قادیانیوں کی یلغار

کر کے ان میں نفرت اور بغاوت پر آمادہ کرنے کا مذموم دھندہ نہایت ہوشیاری اور چالاکی سے کرنے میں تمام تر صلاحیتیں صرف کئے ہوئے ہیں، قبل ازیں قادیانیوں کی وطن و اسلام مخالف سرگرمیوں میں بلوچ سردار خصوصاً محب وطن نواب اکبر بگٹی سد راہ بنے ہوئے تھے، لہٰذا انہوں نے جنرل مشرف کا کاندھا استعمال کر کے نہایت خاموشی سے نواب اکبر بگٹی کو ملک عدم پہنچا دیا اور اب اپنے مذموم عزائم کی راہ صاف محسوس کرتے ہوئے بلوچستان میں ایران بارڈر کے قریب مورچہ زن ہیں۔

کیا اسلامیان وطن! اس پر توجہ فرمائیں گے۔ بلوچستان کی دینی قیادت بالخصوص جمعیت علمائے اسلام کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

بقیہ: سزائے موت

تو حکومتی ذمہ داران ہی دے سکتے ہیں، لیکن میری سمجھ میں یہ نہیں آسکا کہ اپنی لیڈر سے محبت کے اظہار کا یہ کون سا اسلوب ہے؟ پیپلز پارٹی کی حکومت کے اکثر فیصلوں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی قیادت کا تعلق اپنے رہنماؤں کے ساتھ سطحی اور نمائشی ہے، پہلے سے موجود سڑکوں اور ہسپتالوں کے نام اپنے لیڈروں کے نام پر رکھنا یا پھر ان کے نام پر مجرموں کی سزاؤں میں تخفیف کرنا اسی کا اظہار ہے، رہنماؤں سے وابستگی اگر فکری اور گہری ہوتی تو اس کے مظاہر دوسرے ہوتے، حکومت غریبوں کے لئے نئے ہسپتال بنواتی اور ان کے نام لیڈروں کے نام پر رکھتی، عوام کا مقدر بدلنے کے لئے فیصلے کرتی اور ان کے مظاہر کو اپنے رہنماؤں سے منسوب کرتی، اگر یہ نہیں ہے تو پھر اس رائے کو رد کرنا مشکل ہوگا کہ پارٹی کی موجودہ قیادت بالخصوص وہ لوگ جو حکومت میں ہیں، وہ ذوالفقار علی بھٹو اور بے نظیر بھٹو کے ساتھ عوام کے رومانوی تعلق کو صرف اپنے اقتدار کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔

گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ

کی قائم کردہ تعلیمی و اصلاحی درسگاہ دار العلوم یوسفیہ میں

دورۂ تفسیر قرآنِ کریم و ردِّ فرقِ باطلہ

بطرز: حضرت مولانا حسین علی واں بھچراں و حضرت مولانا عبد اللہ درخواستی

حضرت درخواستی کے تلمیذ خاص، علمی و فکری جانشین

استاذ العلماء حضرت مولانا **منظور احمد نعمانی** دامت برکاتہم

مدیر: مدرسہ احیاء العلوم، ظاہر پیر، تحصیل خان پور، ضلع رحیم یار خان

بتاریخ ۷ شعبان المعظم تا ۱۷ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ
بمطابق 10 اگست تا 19 ستمبر 2008ء

خصوصیات

★ قرآن کریم سمجھنے کیلئے ضروری قواعد و ضوابط ★ قرآن کریم کے بنیادی اصول ★ ہر سورۃ کا موضوع و خلاصہ، ہر رکوع کا خلاصہ اور اس کا ماخذ ★ شانِ نزول، ربط بین الآیات، مشکلاتِ قرآن ★ سیاستِ انبیاء ★ خلافت اسلامیہ کی حقیقت، فرقِ باطلہ کی تردید اور علماء حق کے مسلکِ اعتدال پر روشنی ڈالی جائے گی۔

مدرسین کیلئے خصوصی نشست

جس میں صرف و نحو و دیگر فنون کی تدریس کا انداز سکھایا جائیگا۔

اس سعادت عظمیٰ میں اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلباء اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات بھی شرکت کر سکتے ہیں۔

نوٹ: طالبات اور خواتین کیلئے بھی دورۂ تفسیر میں شرکت کا انتظام کیا گیا ہے۔

الداعی الی الخیر صاحبزادہ مولانا **محمد طیب لدھیانوی** مدظلہ العالی

بمقام: **دار العلوم یوسفیہ و جامع مسجد ختم النبیین**

گلشنِ یوسف پوسٹ آفس سوسائٹی سیکٹر 13/A اسکیم 33 گلزار ہجری کراچی

Phone: 021-4647711 Mobile: 0321-9275680, 0300-9201210

دورۂ تفسیر کے شرکاء موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔

لا نبی بعدی

فرمائے یہ حادثی

بمقام جامع مسجد ختمِ نبوّت

مسلم کالونی چناب نگر

سالانہ

ردِّ قادیانیت و عیسائیت کورس

زیر سرپرستی

مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ

خان محمّد صاحب

حضرت مولانا ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب

نامور علماء ۰ مناظرین و ماہرین فن لیکچر دیں گے ۰ اِنْشاءَ الله

بتاریخ ۶ تا ۲۶ شعبان المعظم مطابق 9 تا 29 اگست ۲۰۰۸ء

★ کورس میں شرکت کے لئے کم از کم، درجہ رابعہ، یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔

★ شرکاء کورس کو کاغذ، قلم، خوراک، وظیفہ اور کتب ردقادیانیت کا سیٹ دیا جائے گا۔

★ کورس کے امتحان میں کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی اور اول، دوم، سوم پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی۔

★ رہائش اور خوراک کا اعلیٰ انتظام ہوتا ہے۔

★ کورس میں داخلہ کے لئے سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی سند کی فوٹو کاپی لف ہو۔

★ اپنی ضرورت اور موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔

پتہ ترسیل درخواست

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 061-4514122

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت چناب نگر ضلع چنیوٹ

فون 047-6212611